

بھی اُن میں جل کر گر گئے اگرچہ اُس خبر وحشت اثر نے دروید کے دل کو
 ماتم کدہ اور سخت مغموم بنا دیا۔ لیکن تاہم اس خیال نے کہ پانڈو نہایت نوجو
 رس اور معاملہ فہم ہیں۔ وہ کہیں نہ کہیں ضرور محفوظ ہونگے۔ اس کے باوجود
 دل کو کسی قدر اطمینان دلایا۔ اس لئے اُس نے اُسی اُمید و خیال کے
 زور پر سویر میں ایسی کڑی شرط لگا دی جسے بغیر آرجن کے کوئی دوسرا شکل
 ہی سے ادا کر سکے +

جب آرجن شرط سویر ادا کر کے اور درویدی کو اپنے ہمراہ لیکر چل دیا۔ تو
 دشت دیوس کے دل میں طح طح کے خیالات پیدا ہو کر اُسے پریشان کرنے
 لگے۔ وہ آرجن وغیرہ کی موجودگی سے بالکل ناواقف تھا۔ اور نہیں جانتا تھا
 کہ شرط سویر ادا کرنے والا کون تھا۔ اور کس جنس سے۔ اس لئے وہ آنکھ بچا کر
 آرجن کے پیچھے ہولیا۔ اور پانڈو کی بات چیت کو سن کر رات کو گھر واپس
 آیا۔ اس وقت دروید نے اُسے آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ دشت دیوس! یہ
 کیسی آفت ننگانی اور بلائے آسمانی ٹوٹ پڑی کہ درویدی کو جس کا یہیاد
 میں آرجن کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ ایک ایسا شخص لے گیا جس کے
 حسب و نسب کا کوئی پتہ نہیں اس کا دشت دیوس نے یہ جواب دیا۔
 کہ آپ گھبراہٹیں نہیں۔ وہ برہمن نہیں ہے۔ بلکہ چھتری ہے۔ اس کے
 بعد اس نے سارا حال جو پوشیدہ طور پر سنا اور دیکھا تھا۔ راجہ دروید کے
 کے گوش گزار کیا۔ تب دروید نے اپنے پردہ پر پانڈو کے پاس حسب و نسب
 اور مزید حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ پردہ پر پانڈو نے
 یہ ہشتر کی خدمت میں حاضر ہو کر روانہ گفتگو میں یوں عرض کی جو کہ
 مہاراجہ دروید کی یہ خواہش تھی کہ جس طرح ہو اس کی کنیا کرشنا
 کا منا ہوا آرجن دھرم انوسار پتی ہو۔ اس لئے وہ آپ کے حسب و نسب سے
 ناواقف ہونے کے باعث بہت گھبراہٹا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اپنی ذات
 و گوت سے آگاہ کیجئے تاکہ دروید کی تسلی ہو۔ یہ ہشتر نے اس کے جواب

میں کہا کہ جس حالت میں یہ شرط قرار پائی تھی۔ کہ جو پھل کی آنکھ کو اپنی
تیر کا نشانہ بنائیگا۔ وہی درویدی کا شوہر ہوگا۔ اندر میں صورت بعد وہی
کوئی حق نہیں رکھتا کہ ہمارا حسب و نسب دریافت کرے اور ہمارا عمل
یا گوت پوچھے۔ آرجن کی طرف اشارہ کر کے اسی بہادر نے اس کڑی شرط
کو ادا کیا ہے۔ تاہم تم راجہ کو تسلی دینا کہ اس کی دلی خواہش برائی اور اس
کی لڑکی بڑی بھگوان ہے۔ جو ایسے شوہر کے پتے پڑی۔ (رنگیت مہابھارت)

संस्थानेनमन्त्रास्मनेह कृष्णा मिता पथिव्यं संधयाम् ॥ २५ ॥
वंगले सौमकिरवराजा सन्तापमहर्षय सुखाय कर्तुम् ॥ २५ ॥
रायद्वयोऽसौ दुपदस्यराज्ञः सचापि सम्पत्स्यति पथिवस्य ।
आप्य कृपां हि नरेन्द्रकन्यां मिमामहं नाहग साधमन्वे । २६

आ० प० अध्याय १९४ ॥

چونکہ یہ واقعات سوہمیر کے دوسرے ہی دی کے ہیں۔ جبکہ یہ پیشتر نے
اپنی زبان سے کہا کہ درویدی کی دلی خواہش برائی اور اس کی لڑکی بڑی
بھگوان ہے جسے آرجن نے حاصل کیا۔ اس لئے ہم کوئی وجہ نہیں
دیکھتے کہ ان واقعات کو صحیح تسلیم کر کے یہ نہ کہیں کہ درویدی کی نسبت یہ مراد
ہو کہ کسی نفس پرست کا بعد میں مضاف شدہ مضمون ہے۔ کیونکہ اگر وہاں
جس کی بنا پر درویدی کو پانچ بھائیوں کی نوجہ خیال کیا جاتا ہے رت دیتے
تو یہ پیشتر اس موقع پر صرف آرجن ہی کی طرف اشارہ ہو کر نہ کرتا۔ بلکہ
یہ کہتا کہ ہم پانچوں اس کے شوہر ہونے +

مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ جب راجہ دروید نے پروہت بھیج کر پانڈول
کو معذرت رانی کنتی کے بلایا تو دوران گفتگو میں دروید نے کہا کہ اگر آپ
اجازت دیں۔ تو درویدی اور آرجن کا بیواہ آج ویدک ریتی کے مطابق کر
دیا جائے۔ اس وقت یہ پیشتر نے کہا کہ چونکہ آرجن نے رانی کنتی سے

یہ کہا تھا کہ ہم بھکشا میں ایک تحفہ لائے ہیں۔ اور اُس نے جواب میں کہا تھا کہ پانچوں آپس میں بانٹ لو۔ اسلئے اسے راجہ میں اپنی والدہ کی زبان کو جھوٹا ثابت کرنا نہیں چاہتا۔ اور ہم پانچوں اُس کے ساتھ شادی کر بیٹھے۔ اس موقع پر صرف کشتی کی زبان پر ہی اکتفا نہیں کی گئی جبکہ مشہور عام ہے۔ بلکہ یہ ہشت کی پوتر زندگی پر ایک اور بدنا داغ لگایا گیا کہ یہ ہشت نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پانچوں بھائیوں نے آپس میں عہد کر لیا ہے کہ جو چیز ملے اُسے پانچوں بانٹ لیں دیکھو سنسکرت مہا بھارت آدمی پر پ ۱۹۷۱ شلوک ۲۴۷ و ۲۴۸

مردہ بالا واقعات کو دیکھ کر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا یہ وہی ہشت ہے جس نے ایک موقع پر جبکہ مردہ چاریہ کے پر جوش حملوں نے پانڈوی سپاہ کا ناگ میں دم کر دیا تھا۔ اور قریب تھا کہ پانڈو کو شکست فاش نصیب ہو اور اُن کی بہادرانہ زندگی پر ایک بد نما داغ لگے تو دشت دیون نے راج ہیتی کے اصول کو مد نظر رکھ کر بدھشت سے کہا کہ اگر آپ مردہ چاریہ کو مٹی میں کر کے یہ کہ دیں کہ اوشوتھاماں مارا گیا تو ہم دشمن پر بھی غالب آسکتے ہیں۔ تو یہ جواب دیا تھا کہ سپاہ کٹ جائے۔ بھائی سر جائیں۔ جان پر آجئے بیان یہ ہو نہیں سکتا کہ بدھشت اپنی زبان سے کوئی بات خلاف واقع بیان کرے۔ (دیکھو اردو مہا بھارت پر پ ساتواں صفحہ ۷۶)

خیال کیجئے کہ ایسے نازک موقع پر جبکہ موت و زندگی کا سوال پیش تھا۔ بدھشت راستی سے تجاوز نہیں کرتا۔ اور مردہ پدی کو دیکھ کر وہ اپنی رائے کو ہر لحاظ تبدیل کرتا ہے۔ کہ یہ بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ کیا یہ ساری باتیں بدھشت کی پوتر زندگی کے خلاف نہیں ہیں؟

اس جملہ معترضہ کو چھوڑ کر ہم پھر افس مضمون کی طرف رجوع ہوتے ہیں کہ بدھشت کا جواب سن کر راجہ ودید اپنیا سارہ گیا اور نہایت حیرانگی اور سرسبمگی کے عالم میں اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ پانڈو پترا

کہیں بھی ایک عورت کے ایک سے زیادہ خاوند مٹنے گئے ہیں؟ تمہیں ایسی بات زبان سے نکالنی زیبا نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا کہنا اور کرنا ادھرم ہے اور یہ کرم لوگ اور وید کے خلاف ہے۔ آپ کی عقل کہاں گئی ہے!!
 اے سمجھ کیسی ہو گئی ہے!!! +

اس کے جواب میں یدھشٹر نے کہا کہ میرا من ادھرم کی طرف نہیں جا رہا ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔ کیا یہ الفاظ اسی یدھشٹر کے ہیں جس کو دھرم اوتار کہا جاتا ہے؟ افسوس اس ایشیہ میں بیاس جی آگئے۔ اور اُن کے اوپر دروپدی کی شادی کا فیصلہ چھوڑا گیا۔ چنانچہ دروپد نے بیاس جی کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ فرمائیے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک عورت کے پانچ شوہر ہوں +

بیاس جی۔ پیشتر اس کے کہ میں ایک ایسے کام میں جو لوگ (رولج) اور وید کے خلاف ہو اپنی رائے ظاہر کروں۔ آپ لوگوں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا یہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ بیاس جی نے اسی طرح کہا ہو۔ نہیں! ہرگز نہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ بیاس جو جیسا دودان ایسا سوال پیش کرے (دروپد)۔ اے بیاس جی آپ عللوں میں سب سے بڑے ہیں۔ کیا آپ نے یہ کبھی سنا ہے کہ ایک عورت کا بیاہ ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کیا کسی نے پہلے ایسا ادھرم کیا ہے۔ میری رائے میں ایک ایسا کام جو لوگ (دواج) اور دھرم کے خلاف ہو ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ ”دشہ دیون اسے روحانیوں میں سرشٹ بیاس جی میں نہایت اہم سے پوچھتا ہوں۔ کہ جس حالت میں ارجن نے شتر یدھشٹر اور ادا کی وہ دروپدی کا شوہر ہو چکا۔ پھر دوسرے بھائیوں کو کیونکر جائز ہے۔ کہ اُسے اپنی زوجہ بنائیں یا اُس کا وعسے کریں“ +

یدھشٹر جو کچھ میں کہ چکا ہوں درست ہے۔ میری نیت بد نہیں۔ میرا من شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ پاپ نہیں ہے +

رانی گفتی جو کچھ یہ ہشتر نے کہا ہے ٹھیک ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو میری زبان جھوٹی ہوگی۔ مجھے جھوٹ سے ڈر لگتا ہے +

مؤلف۔ جب ہم راجہ دروپد کے خیالات کی تفتیش کرتے ہیں۔ تو وہیں یہ تسلی بخش جواب ملتا ہے۔ کہ دروپدی کے سویمبر کی بنیاد صرف اسی بات پر تھی کہ آرجن اس کا شوہر ہو۔ (دیکھو سنسکرت مہابھارت آدمی پر رب ادھیلے ۱۸۶) اور سویمبر میں کڑی شرط اس غرض سے لگائی گئی تھی۔ تاکہ سوائے آرجن کے کوئی دوسرا شخص کامیاب نہ ہو سکے۔ اصل

यशसेनस्य कामस्तु पाण्डवाय किरीटिने ।
कृष्णांदयामिति सदा नचैतद्विदुषीति सः ॥ ८ ॥

سو ऽश्वेषमापाः कौसेयं पाटवाल्योजनमेजय ।

दृढं धनु रनानभ्यं कारयामास भारत ॥ ९ ॥

यन्त्रं वेहाय संचापि कारयामास कृत्रिमम् ।

तेन यंत्रेण समितं राजा लक्ष्यं चकार सः ॥ १० ॥

आ० प० अ० १८६ ।

اس کے علاوہ مذکورہ صدر باتوں کو سن کر یا پڑھ کر ایک معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی اس بات کو تسلیم کرنے میں غرور اور پس و پیش نہ کریگا کہ دروپد اپنی لڑکی کو پانچوں سے منسوب کرنا پاپ اور ادھرم سمجھتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ کوئی کام خلاف اصول وید اور شاستروں کے ظاہر پذیر ہو۔ لیکن افسوس کہ یہ ہشتر جسے اس زمانہ میں ہندو قوم کے پڑت اور رشی مہتمی دھرم کا اتار مانے اور با اتفاق رائے تسلیم کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ اگر پانڈوں کے خاندان میں کوئی شخص دھرم مورت اور حق پسند تھا تو مہاراجہ یہ ہشتر ہی تھا۔ اس وقت وہ گرگٹ کی مانند رنگ بدل رہا ہے۔ زبان کا اعتبار نہیں۔ کبھی کبھار کہتا ہے۔ اور

کبھی کچھ - دھرم کی آدھرم سچ کو جھوٹ بتا رہا ہے +
 ابھی ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ کہ ارجن کی اس درخواست پر کہ آپ
 ہمارے بزرگ ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ آپ کے ساتھ اس کی دروپدی
 کی شادی کی جائے۔ تو بدھشٹر نے کہا تھا۔ کہ اس کا فیصلہ دروپد کے
 کے اوپر چھوڑنا چاہئے جسے وہ پسند کرے اسی کے ساتھ اس کی شادی
 کی جائے اور اب یہ کہ رہا ہے کہ ہم پانچوں کے ساتھ اس کی شادی
 ہو اور یہی درست ہے اور آدھرم نہیں اور دروپد کی بات کو بھی نہیں
 سنتا۔ ایسی حالت میں کوئی یہ کیونکر کہے بغیر رہ سکتا ہے۔ کہ بدھشٹر
 ہی خود غرض اور مطلب پرست تھا اور طبع نفسانی کے مقابلہ میں دھرم
 اور آدھرم میں کوئی فرق نہیں سمجھتا تھا۔ لیکن نہیں نے الحقتت وہ ایسا
 نہیں تھا۔ کیونکہ مہابھارت کے دیگر اوراق سوائے اس موقع کے یہ کہیں
 بھی ظاہر نہیں کرتے کہ اُس نے لڑکپن سے بیکہ پیری تک یا مرتے
 دم تک کبھی کوئی ایسا کام کیا ہو جو دھرم اور رواج ملک کے خلاف ہو بلکہ اس
 کی میدان زندگی کے دیگر واقعات ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتے ہیں۔
 کہ دھرم کی چوٹ کہیں اور اس بات کا دعوے کریں کہ ہمارا بدھشٹر
 کی زندگی ایک بے لوث۔ پاک و صاف اور نہایت پوتر زندگی تھی۔ اور یہ سب
 باتیں جو اس کی طرف منسوب ہیں۔ درحقیقت اس کی طرف سے نہیں۔
 بلکہ اوروں کا اضافہ اور مصنوعی ہیں +

بیاس جی کا فیصلہ | جب بیاس دیو جی نے راجہ دروپد اور دژ دیون کے مقابلے
 اترائندول کو جو دروپدی کی شادی کے بارے میں تھے اور جو اوپر بیان ہو چکے
 ہیں سنا تو کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ دروپد کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے گئے۔
 اور راجہ دروپد کو بے بنیاد اور بعید از قیاس حکایات سنا کر اُسے دروپدی
 کی شادی پانچوں پانڈوں کے ساتھ کرنے پر رضامند کرنے کی کوشش
 کی۔ چونکہ یہ ہر وہ حکایات اس قابل نہیں کہ ان کو نظر انداز کر دیا

ہائے اسٹے ہم ان کو حرف بھرت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +
 ۱۷) ایک دفعہ تمام دیوتا شہر کنکار میں جمع ہو کر یک کر رہے تھے۔ ان میں
 جم (غرائیل) بھی شامل تھا۔ چونکہ زمانہ یک میں جم اپنا فرض ادا نہ کر سکا۔
 اسٹے کوئی آدمی نہ مرنے کے باعث زمین خلقت سے بھر گئی۔ اندر وغیرہ
 نے اس امر کی شکایت برہما سے کی۔ برہما نے انہیں تسلی دے کر کہا۔
 کہ اس بات کا اظہار جلد ترک کیا جائیگا۔ یہ سُکرا اندر وغیرہ دیا کے قریب
 آئے۔ جہاں انہوں نے ایک خوبصورت گل نیلوفر پانی میں بہتا ہوا دیکھا
 اُسے دیکھ کر سخت حیران ہوئے۔ کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ اس بات کی
 تحقیقات کے لئے اندر روانہ ہوا۔ اور دیائے گنگ کے دامن پر پہنچا۔ وہاں دیکھا
 کہ ایک عورت کھڑی رو رہی ہے۔ اور اُس کی آنکھ سے جو قطرہ اشک
 گرتا ہے۔ گل نیلوفر بن جاتا ہے۔ اندر یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ اور جب اُس
 عورت سے سبب رونے کا دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا کہ تو (اندر) میرے
 ساتھ آ۔ چنانچہ دونو ایک پہاڑ پر پہنچے۔ جہاں ایک تخت مرصع کے اوپر
 ایک مرد مع ایک عورت کے نہایت خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا۔ جو اندر
 کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا۔ اندر بذات خود مغرور تھا۔ اُس نے دل میں
 کہا کہ یہ کون شخص ہے جو اس قدر بے التفاتی کرتا ہے۔ اندر اسی خیال
 میں تھا۔ کہ اتنے میں اُس سونے غضب کی نگاہ سے اس کی طرف دیکھا
 اور وہ وہیں خشک ہو گیا۔ پھر اُس مرد نے اپنی عورت سے کہا۔ کہ اُسے
 میرے پاس لا۔ عورت بڑھ کر اندر کو جوں ہی ہاتھ لگایا اندر زمین پر
 گر پڑا۔ تب اُس مرد نے کہا کہ اندر تو کون سے نیک کام کی وجہ سے اس
 قدر غمزدگ کرتا ہے۔ اگر تو اس پر بھی متنبہ نہیں ہوا تو اس پہاڑ میں سنگ
 دیکر اندر چلا جا۔ اور دیکھ کہ وہاں کیسے کیسے جلیل القدر بزرگ بیٹھے ہیں۔ یہ بات
 سنتے ہی اندر میں توانائی آگئی۔ اور وہ اُٹھ کر پہاڑ کے اندر چلا گیا۔
 وہاں دیکھا کہ چار شخص بالکل اندر کے ہم شکل بیٹھے ہیں۔ اندر نہایت

شرمندہ اور خفیف ہوا۔ کہ مہادا آگے جانے سے میرا رتبہ اور بھی کم ہو جائے
 بسنے وہیں بٹھیر گیا۔ جو شخص تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ غلہ کے
 اندر جا۔ یہ چاروں شخص جو تیرے ہم شکل ہیں انہوں نے بھی غور کیا
 تھا۔ اور اس کی پاداش میں یہ چاروں یہیں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے ہیں
 اب میں دعا کرتا ہوں کہ چاروں معہ تیرے آدمی کے جوں (جنم یا جسم)
 میں جائیں۔ یہ سُننے ہی پانچوں رونے لگے۔ مگر اس مرد نے جو حقیقت
 میں مہادیو تھا تسلی دیکر کہا۔ کہ تم دنیا میں جا کر بڑی نیکیاں کرو گے
 اور بہت سے ظلم و ستم ان تمہارے ہاتھوں سے مارے جائیں گے +

اس کے بعد بیاس جی نے کہا کہ جو عورت رو رہی تھی مہادیو کے
 ساتھ اندر گیا تھا وہ دنیا تھی۔ جس وقت مہادیو جی نے ان پانچوں سے کہا۔
 کہ تم آدمی کی جون میں جاؤ گے تو اُس عورت سے بھی کہا کہ تو بھی آدمی
 کی جون جا بیگی۔ اور پانچوں کی زوجہ بنیگی۔ پھر مہادیو جی ان پانچوں
 مردوں اور اُس عورت کو بڑی پہاڑ پر نارائن جی کے پاس لے گئے اور
 عرض کی کہ میں نے ان لوگوں کے حق میں ایسی دعا کی ہے۔ نارائن جی نے
 سُن کر کہا کہ بہت مناسب کیا۔ (بلہار ایسے نارائن کے) +

یہ حکایت سنا کر بیاس جی نے راجہ ددو پد سے کہا کہ جن پانچ مردوں
 کو مہادیو جی نے دنیا میں پیدا ہونے کے لئے دعا دی تھی وہ پانچ
 بھائی پانڈو ہیں۔ اور وہ عورت جس کے حق میں مہادیو نے فل
 نکالی تھی۔ کہ پانچوں مردوں کی استری ہوگی وہ تیری لڑکی درج پدی
 ہے۔ اور جو کچھ اُس کی سرفروشت میں لکھا جا چکا ہے اُسے اب
 کوئی نہیں مٹا سکتا +

(۲) اس کے بعد بیاس جی نے کہا کہ اگرچہ میرے بیان کئے ہوئے ہمارے

ملے ان ہمارے ساتھیوں کا بہت ہی زور ہو گیا تھا۔ اور اب تک بھی ہے مگر پہلے سے بہت کم
 ہاں علامہ شالہ اور خصوصاً اس سے لے کر شہر کے گرد و نواح میں اسی مت کی بدولت بہت سی باتیں رائج ہیں +

غیبی ایک عقلمند کے لئے کافی ہیں۔ لیکن میں تمہارے مزید اطمینان کے لئے ایک اور حکایت اس کی تائید میں بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے +
 (۳) نواح ہردوار میں ایک متعارض عابد تھا۔ جس کے ایک نہایت حسین و مہ جبین لڑکی تھی۔ جب اس لڑکی کو اپنی مرضی کے مطابق خاوند نہ ملا تو وہ دنیا سے الگ ہو کر باوجود حق میں مصروف ہو گئی اور ایک دلپسند خاوند کے واسطے تپسیا کرنے لگی۔ ایک دن ناگاہ ہما دیو جی اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تو کیا چاہتی ہے؟ تو اُس نے کہا۔ کہ خوبصورت شوہر چاہتی ہوں۔ اُس پر ہما دیو جی نے مسکرا کر کہا چونکہ تو نے پانچ مرتبہ شوہر مانگا ہے۔ اسلئے تو ایک ہی دفعہ پانچ شوہر کرے گی۔ وہ عورت یہ سن کر رونے لگی کہ میں نے تو صرف ایک مانگا تھا۔ اس پر ہما دیو جی نے کہا کہ تیری جو درخواست تھی وہ پوری ہو گئی اب رونے اور چلنے سے کیا فائدہ ہے۔ تیری قسمت میں یہی لکھا ہے۔ کہ تو پھر ایک دفعہ سنار میں جنم لیگی اور پانچ شوہر کرے گی +
 یہ دوسرا قصہ بھی سن کر بیاس جی راجہ دروید سے کہنے لگے۔ کہ اسے راجہ دروید سے کہتا ہوں کہ تیری لڑکی ہے اور اس کے بعد بیاس جی نے باہر آکر اہل مجلس سے کہا کہ تم لوگ اسرار غیبی میں دخل نہ دو۔ درویدی کی شادی انہی پانچوں پانڈوں سے ہوگی +

مؤلف۔ ہم جہاں ہیں کہ درویدی کو عورت سمجھیں جو پہلے دنیا کے نام سے نامزد کی گئی تھی۔ اور جس کا ذکر بیاس جی نے حکایت اول میں کیا تھا یا اُس شئی کی لڑکی سمجھیں جس نے ہما دیو جی سے خوبصورت شوہر طلب کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مہابھارت میں یہ حکایات کسی ایسے شخص نے ضائع کی ہیں جو خطی تھا اور جس کے حواس مختلف تھے۔ اور اگر تفتن نہ سمجھا جائے تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ یہ اضافہ کسی بھنگڑی نے کیا ہوگا۔ کیونکہ بھنگڑی کے نشہ میں انسان کے دماغ میں ایسے بے معنی خیالات پیدا ہوتے ہیں اُسی طرح یہ حکایات بھی خوب ہی ان میل بچوڑ واقعات کا مرتفع ہیں اور کمال

یہ ہے۔ کہ دونوں میں ایک سخت نقیض نوعی بھی ہے۔ کیونکہ پہلے تو بیاس جی دروپدی کو دنیا ظاہر کر گئے اور پھر اُسے ایک رشی کی لڑکی قرار دیا۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ مصنوعی بیاس کے حواس بھی قائم نہ تھے۔ کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ شہنشاہ ایدورڈ ہفتم پچھلے جنم میں مصر کے ایک سوداگر کا لڑکا تھا اور پھر آگے چل کر اس کو پچھلے جنم کا یونان کا بادشاہ قرار دیں تو کوئی بھی عقلمند ہماری بات کو تسلیم نہ کریگا۔ بلکہ یہ کہے گا۔ کہ اس کا لکھنے والا کوئی خود رفتہ اور حواس باختہ شخص ہے۔ کیونکہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ایک شخص نے پچھلے ایک ہی جنم میں دو مختلف جسم اختیار کئے ہوں۔ اس میں سوکھشم و شہ یہ ہے۔ کہ ایک روح ایک ہی وجود سے تعلق رکھ سکتی ہے۔ نہ کہ دو سے۔ ہاں اگر دونوں حکایات کو وہ مختلف جنموں سے تعبیر کیا جاتا تو ہمیں کیا کسی کو بھی تسلیم کرنے میں کچھ حذر نہ ہونا اب ہم حیران ہیں کہ ان ہر دو واقعات میں سے کس کو فوقیت دیں۔ اور دروپدی کی اصلیت قرار دے کر اس کی تہ کو پیچھے کی کوشش کریں۔ تاہم ہم اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے ان ہر دو واقعات کے ہر پہلو پر نظر ڈالتے ہیں۔ اول یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ وہ عورت جو دریائے گنگا کے کنارے کھڑی رہ رہی تھی۔ جس کا نام بعد میں دنیا بتایا گیا ہے۔ گیول اور اُس کے روئے کا سبب کیا تھا۔ دوسرا ہادیو جی کا بلا کسی قصور کے ایسی سزا دینا جو رواج ملک۔ دھرم شاستر اور اخلاق کے خلاف ہونے کی وجہ سے سراسر ظلم اور نا انصافی پر مبنی ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ زیادہ تر تعجب اور حیرت انگیز یہ امر ہے۔ کہ اس ہادیو نے جسے ہم دیوتوں کا دیوتا مانتے ہیں۔ گیول اور کس خیال سے بلا وجہ ایک ایسی بات کو روا رکھا جسے کوئی بھی مہذب اور با اخلاق آدمی پسند نہیں کر سکتا۔ اور جو کسی طرح سے بھی دھرم شاستر کے اکلول (مطابق) ہے۔ ہاں اگر اس سے کوئی گناہ نہ چھوٹتا تو بھی ہمیں اس بد دعا کے ماننے میں سمجھی بھی حذر نہ ہونا۔

لیکن ایسا ہونا بھی اُس کی طرف سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اندریں صورت ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ اس پوتر آئندہ سروپ ہادیو کو ایک ایسے کام کی شرکت میں حصہ دیں۔ جو دھرم کے خلاف اور رواج ملک کے ورودھ ہے اور یہ نہ کہیں۔ کہ یہ ایک من گھڑت اضافہ ہے +

۲۔ ایک رشی کی لڑکی جس کی نسبت بتایا جاتا ہے۔ کہ خاطر خواہ شوہر نہ ملنے کے باعث اس نے ہادیو کی عبادت کی وغیرہ وغیرہ۔ اس بات کے تسلیم کرنے میں ہمیں کوئی عذر نہیں۔ کہ اُس نے ایک لائق شوہر کے حاصل کرنے کے لئے عبادت کی ہو۔ لیکن وہ بات جو ہمارے دل میں کھٹک رہی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ اہل عقل اور ذی فہم اصحاب جن کو ذرا بھی انسانیت کا مسن ہے۔ اس بارہ میں ہمارے ساتھ ضرور اتفاق کریں گے۔ وہ یہ ہے۔ جیسے تعجب ہے۔ کہ ایک رشی کی لڑکی نے کیوں اور کس لئے پانچ بار کہا۔ کہ خوب صورت شوہر چاہتی ہوں خوب صورت شوہر چاہتی ہوں۔ خوب صورت شوہر چاہتی ہوں۔ خوب صورت شوہر چاہتی ہوں۔ اس زمانہ میں تو کیا اس کالج میں بھی کوئی عورت خواہ وہ کسی فرقہ یا ملت کی کیوں نہ ہو۔ کبھی بھی اپنی زبان سے اس طرح کہنے کی جرأت نہ کرے گی۔ اور یہ سے زیادہ تعجب چیز یہ امر ہے۔ کہ ہادیو نے بھی بغیر سوچے سمجھے ایک کنواری لڑکی کو پانچ خاوند دیدئے اور دھرم شاستر اور رواج ملک وغیرہ کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور لطف یہ ہے۔ کہ وہ بیچاری رو رو کر غند کرتی ہے کہ اُسے پانچ شوہر نہ ملے جائیں۔ لیکن بھولے ہادیو صرف مسکرا کر یہ کہتے ہیں۔ کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تجھے مجھ پر پانچ شوہروں کی زوجہ ہونا پڑیگا۔ کیونکہ تو نے پانچ دفعہ شوہر مانگا ہے۔ +

ایسے خود رفتہ ہادیو کا کیا کہنا افسوس +

ممکن ہے۔ کہ بعض ناظرین کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ

ہیں مہادیو اور بیاس جی کو مہا پرش اور بزرگ تسلیم کرنے میں غور ہے
لیکن ایسا نہیں۔ ہم دونوں کو بڑی عزت اور توقیر کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں۔ اور دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ مہا دیو وہ دیوتا ہے۔ جس کی
برابری راستبازی حق پسندی اور عدل گستری میں کوئی بھی نہیں کر سکتا
اور بیاس دیو جیسا دوان دور درشتی (دور اندیش) لوگ پر لوگ کی
ماہیت کو جاننے والا شاید ہی کوئی دوسرا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعید
از عقل و قیاس واقعات جو مہا بھارت میں درج ہیں۔ اور ان
کے نام مبارک سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ اُن کو ہم درست نہیں
مانتے۔ کیونکہ بیاس جی کے ان خیالات کی تصدیق ان کے تصنیف
شدہ دوسرے گرنہوں سے مثلاً یوگ شاستر بیاس سمرتی وغیرہ سے ہرگز
نہیں ہوتی۔ بلکہ اُن کو دیکھ کر دعوے سے گنا پڑتا ہے۔ کہ یہ
خیال اُس اعلیٰ دماغ اور پوٹر آتما بیاس جی کے ہرگز نہیں ہو سکتے
ہاں کسی خود پرست کے ہیں +

اگرچہ واقعات مندرجہ صدر اس امر پر بخوبی روشنی ڈالتے ہیں
کہ مہارانی دروپدی صرف آرجن ہی کی استری تھی۔ لیکن یہ امر بھی
نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ دروپدی اور آرجن کی زندگی کے
باہمی تعلقات اور برتاؤ وغیرہ کو بھی محققانہ نگاہ کے ترازو پر تول
جائے تاکہ بعد ازاں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے +
دروپدی کی زندگی کے واقعات کیا ظاہر کرتے ہیں | اگر ہم ان سب باتوں کو

بھی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ نظر انداز کر یہ ہی مان لیں کہ دروپدی
پانچوں کی استری تھی تو بھی اس کی (دروپدی) زندگی کے تعلقات جو
آرجن سے وابستہ ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے واقعات ظاہر کرتے ہیں۔ اور اسکے
پانچ شوہر ہونے کی بڑی زور سے تردید کرتے ہیں +

(۱) بعض اصحاب یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر دروپدی پانچوں کی استری

اسٹری نہ ہوتی تو یہ ہشتر اُسے جوئے ہیں کبھی نہ ہارتا۔ اگرچہ ان کی یہ دلیل کسی قدر جان رکھتی ہے۔ اور مغالطہ میں ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن ایسا خیال رکھنے والے اصحاب سخت غلطی پر ہیں۔ اگر وہ ذرا بھی نفس مضمون کو محققانہ نگاہ سے دیکھیں۔ اور انصاف کو دل میں جگہ دیکر غور و خوض سے کام لیں تو یقیناً وثاق ہے کہ وہ ہماری رائے سے ضرور اتفاق کریں گے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے۔ کہ جب ایک شریف خاندان کا ممبر اتفاق سے کسی ایسے کام میں پھنس جائے۔ جسے وہ خود برا سمجھتا ہے۔ سو سائٹی اور رواج ملک وغیرہ کے نزدیک بھی معیوب خیال کرتا ہے۔ تو وہ خود رفتہ سا ہو جاتا ہے اور اس کے ہوش و حواس قائم نہیں رہتے۔ چنانچہ یہی حالت اس وقت پڑھنے کی تھی۔ وہ سربمگی کے عالم میں حواس باختہ ہو رہا تھا۔ اور اُسے دیوانوں کی طرح اس وقت نیک و بد کی تمیز کرنا بھی گراں گزرتی تھی۔ وہ اُسی دھن میں متغیر تھا۔ کہ شاید اب بھی پانسہ پھر جائے۔ اور اُسے اس لذت کے بوجھ سے جس نے اس کی گردن کو جھکا رکھا تھا رہائی مل جائے۔ دوسری طرف حریف اس فکر میں تھے۔ کہ جس طرح ہو سکے دروپدی کو ذلیل کر کے کینہ دلا دیں۔

ملکہ کینہ دیرینہ یہ تھا۔ کہ (۱) دروپدی کو شادی تو آجہن کے ساتھ کرنی منظور تھی۔ اور اگر اُس کا ہم بدلہ تھا اور وہ اُسے جانتی تھی۔ اسلئے جب کرن نے سویمبر کے موقع پر شرط سویمبر ادا کرنے کے لئے کمان اٹھائی تو دروپدی نے اُسے یہ کہ کر روک دیا۔ کہ تو تکلیف نہ کر میں بیزگ شادی نہیں کرونگی۔ (۲) جب درودھن۔ سگن وغیرہ کے ہمراہ اندر بریت کے محلوں کو دیکھتا ہوا ایک مصنوعی حوض تک جس میں مچھلیاں تیرتی ہوئی نظر آتی تھیں پہنچا۔ جس کا مفصل ذکر ہم نے مکمل واقعات مہابھارت میں کر دیا ہے) تو وہ حوض میں گر پڑا اور خفیف جو کہ اور خیالت سے سر جھکا کر ایک دروازہ سے جو صحنی نہ تھا۔ بلکہ مضمون تھا۔ جلدی سے گزرنے لگا۔ تو اس کی پشیمانی میں چوڑ آئی۔ درودھن کی یہ حالت دیکھ کر دروپدی ہنسی کو ضبط نہ کر سکی۔ اور اُس نے بے ساختہ زور سے تہقہہ لگایا۔ جو سونے پر سہاگہ کام دے گیا۔ چونکہ درودھن جس کا شیشہ دل پانڈو کی جگہ دشمن دیکھ کر پیلے ہی سے چور ہو رہا تھا۔ ایسا بکھڑا کہ اس کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اور وہ اُسی وقت سے دروپدی کی بے حسنی اور پانڈو کی بربادی کی تدبیریں سوچنے لگا۔

کا بدلایا جائے۔ چنانچہ جب یدھشٹر سارا مال و دولت وغیرہ معہ بھائیوں کے
جوئے میں ہار چکا تھا۔ تو چاکر دست سنگن نے دروپدی کو بھی داؤں پر لگا
دینے کے لئے کہا۔ اور یدھشٹر نے بلا سوچے سمجھے اُس پریشانی کے عالم میں
ہاں میں ہاں ملا دی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو یدھشٹر اپنی خاص بیوی
کو چھوڑ کر دروپد جیسے زبردست راجہ کی راجدھانی اور بقول مصنف موجودہ
مہابھارت مشرقی بیوی کو داؤں پر رکھنے کی ہرگز جرأت نہ کرتا۔ وہ طہنان
کی حالت میں بڑی آسانی کے ساتھ اس بات کو سمجھ سکتا تھا۔ کہ اگر
میں نے دروپدی کو داؤں پر رکھا۔ تو دروپد اور دلاوروشٹو کو (برادر دروپدی)
کے دل کو سخت صدمہ پہنچے گا۔ بھائیوں کے دل میں الگ۔ الگ خیال گزرے گا۔
کہ میں نے اپنی استری (مادر پریش راجہ کی لڑکی) کی عزت و حرمت کا
تو پاس کیا اور دروپدی کو ذلیل و خوار کرنے کے درپے ہوا۔ ناظرین!
اگر آپ واقعی مہاراجہ یدھشٹر کو جیسا کہ اس کی زندگی کے دیگر
واقعات ظاہر کرتے اور اُس زمانہ کے رشی منی اس کی نیک باطنی حق
پرستی کی تائید میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دھرم آدھرم کے
جانب سے والا اور پورن و دوان تھا۔ تو ہمیں کامل یقین ہے کہ بلا تامل ہم
سے اتفاق کر کے یہی کہیں گے۔ کہ بیشک یدھشٹر کا دروپدی کو داؤں پر
لگانا محض سراسیمگی کا باعث تھا۔ نہ کہ اس خیال سے کہ وہ اُس کی
بیوی تھی۔

اگر اس واقعہ کو بھی نظر انداز کر دیا جائے۔ تو دلاور بھیم سین کے
کے یہ الفاظ کہ تم نے مال و دولت۔ نقد و جنس ہار دی۔ سلطنت کو داؤں پر
رکھ دیا۔ تو یہ تمہاری عالی ہمتی کی نشانی ہے۔ کیونکہ تم اُن کے مالک ہو لیکن
دروپدی کو داؤں پر رکھنا جائے۔ شرم ہے۔ تم نے بہت زیادتی کی اور
اپنے اختیارات سے باہر چلے گئے۔ صاف ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یدھشٹر
کا دروپدی پر کوئی حق نہ تھا۔ اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے۔ کہ

جب دعوپدی آرجن کی استری تھی تو وہ اُس کی بے حریتی دیکھ کر کیوں خاموش رہا۔ اور بھیم کے دل میں آتش غیظ و غضب کیوں بھڑک اُٹھی۔ تو اُس کے جواب میں ہم بڑے زور کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ اُس زبان میں اعلیٰ خاندان کے لوگوں میں دستور تھا۔ کہ بڑے بھائی کی عزت کرنی سعادت و اربین سمجھتے تھے اور یہ ہی وجہ تھی کہ آرجن کا دل اگرچہ اس وقت کرن وغیرہ کی بیجا اور دل دور باتوں کو سُن سُن کر پاش پاش ہو رہا تھا۔ اور زبان سے اُن تک نہیں کر سکتا تھا۔ جس کی تصدیق میں ہم سری کرشن جی کے ان الفاظ کو پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اُس وقت کہے تھے۔ جبکہ پنڈت سمجھے اُن کے پاس صلح کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ ”کرن کی باتیں ایک تیز نیر کی مانند تھیں۔ جو آرجن کے کانوں سے گزر کر اس کے دل و جگر کو زخمی کرتی اور چیرتی ہوئیں پار نکل رہی تھیں۔“ (دیکھو انگریزی مہابھارت مترجمہ پر تاب چندر رائے ادیوگ پر ب صفحہ ۶۹) +

سب سے پہلے ہم سری کرشن جی کے ان الفاظ کی بنا پر جو فی حقیقت درست معلوم دیتے ہیں اور جیسا کہ آگے چل کر خود آرجن کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات بھی ظاہر کرتے ہیں۔ وثوق کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ آرجن دعوپدی کی بے حریتی دیکھ کر خون کے گھونٹ پی رہا تھا۔ مگر وہ محض اس خیال سے مجبور اور خاموش تھا۔ کہ اگر اس نے ذرا بھی اُف کی۔ تو لوگ خیال کریں گے کہ وہ بڑا ہی گستاخ ہے اور بڑے بھائی کی زبان کا پاس نہیں کرتا۔ اور لوگوں کو گمان ہو جائیگا۔ کہ پانچوں بھائیوں میں اتفاق نہیں ہے۔ چنانچہ جب بھیم نے یہ ہشتر سے وہ باتیں کہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ تو ادب کو ملحوظ رکھ کر بھیم کو جواب دیا کہ ”بھیم مجھے کیا ہو گیا۔ تو کہ کیا خیال کرینگے۔ شرم نہیں آتی تو آج تک ایسی ناشائستہ حرکت بھی نہیں کی۔ جیسی کہ آج کی ہے۔“ اس کے جواب میں

بھیم نے کہا کہ یہ بے غرتی دیکھ کر مجھ سے ضبط نہیں ہو سکتا۔ آگ میں
 جل کر مرنے کا منظور ہے۔ مگر یہ بد نامی اور رسوائی سہی نہیں جاتی۔ تجھ کو
 غیبت نہیں آتی اٹھا مجھے روکتا اور طعن کرتا ہے۔ کہ میں بڑے
 بھائی کی عزت نہیں کرتا۔ اس موقع پر بھیم کا ارجن کو لفظ ”غیبت“
 سے مخاطب کرنا۔ صاف طور پر بتا رہا ہے۔ کہ درویدی صرف ارجن
 کی زوجہ تھی۔ نہ کہ مشترکہ۔ معترض سوال کریں گے۔ کہ اگر درویدی صرف
 ارجن کی استری تھی۔ تو بھیم کا ہر افروختہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔
 اس کا سبب یہ ہے۔ کہ پانچوں پانڈوں میں ایسا برادرانہ سلوک و اتحاد
 تھا۔ کہ وہ ایک جان تھے۔ اُن کے جملہ کام متحد معلوم ہوتے تھے۔
 وہ ایک دوسرے پر جان نثار کرنے کو آمادہ رہتے تھے۔ ہر بھائی
 دوسرے بھائی کی غرت کو اپنی عزت اور اُسکی ذلت خیال کرتا تھا۔ اُن
 میں غیرت نام کو نہ تھی۔ اسی لئے ارجن کی بے حرمتی بھیم کو خود اپنی
 ذلت معلوم دی۔ اور اسی باعث اُسے غصہ آ گیا۔ ان باتوں سے قطع
 نظر کر کے جب ہم سری کرشن جی کے متذکرہ بالا الفاظ کے دوسرے
 پہلو پر بھی غور کرتے ہیں۔ تو نتیجہ تسلی بخش برآمد ہوتا ہے۔ کیونکہ
 سری کرشن نے سنجھے سے دوران گفتگو میں صرف ارجن ہی کی طرف
 اشارہ کیا ہے۔ نہ کہ بھیم اور بدھشٹر وغیرہ کی طرف حالانکہ اس
 وقت بھیم کا جوش اور غضب انتہا درجہ تک پہنچ چکا تھا۔ ان
 سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ درویدی
 کو کیونکر نہ کہا جائے کہ وہ صرف ارجن ہی کی استری تھی؟

اردو مہابھارت صفحہ ۲-۴ پر گیارہ | جب اشو تھاماں شجون میں
 بہت سے لوگوں کو ہلاک کر کے اور درویدی کے پانچوں فرزندوں
 کے سر کاٹ کر لے گیا۔ تو درویدی کو سخت قلق ہوا اور وہ عالم
 اضطراب میں ابھی تڑپ ہی رہی تھی کہ سری کرشن و ارجن وغیرہ

اس کے پاس پہنچے۔ جن کو دیکھ کر اُس کی آتش غم اور بھی بھڑک اٹھی اور وہ یوں کہنے لگی ”تیرہ سال جنگل و بیابان کی تکلیفیں جھیلیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ صرف اسی اُمید پر کہ میرے فرزند تخت سلطنت پر بیٹھ کر داد کا ملنی دینگے۔ ابھمن کا بڑا سا قد خاک میں مل گیا میرے پانچوں نخت جگر نامراد گئے۔ کیا تم اب بھی اشوشتھاماں سے انتقام نہ لو گے؟“ تو سری کرشن اور یدھشٹر وغیرہ نے اُس کے مضطرب و بیقرار دل کو تسکین دے کر کہا۔ چونکہ اشوشتھاماں ہمارا اُمتاد زادہ اور برہمن ہے۔ اگر اُس نے ایسی حرکت کی۔ تو پرماتما سے اس کا بدلہ پائیگا۔ اب اُس کے مارنے سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور نہ ہی تیرے فرزند زندہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں دودھیدی نے کہا۔ میں اُس کے خون سے اس شرط پڑ گند کرتی ہوں کہ اگر مجھے وہ ہیرا جس کو وہ اپنی جان سے عزیز اور پیارا سمجھتا ہے لاکر دیا جائے۔ یہ سننے ہی بھیمن نے اس کے لانے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد سب یکے بعد دیگرے اشوشتھاماں کی تلاش میں چل پڑے۔ جب گوہر بے ہما کو لے کر واپس آئے۔ اور دودھیدی کو دیا۔ تو اُس نے آرجن کو یہ کہہ کر دیدیا۔ کہ ”کرن کی لڑائی میں جو تیرا تاج کھٹو گیا تھا۔ اُس کے عوض میں ایک نیا مرصع تاج بنا۔ اور اُس میں یہ ہیرا جڑوا“ آرجن نے کہا۔ ہمارا ”بزرگ اور مالک تخت ہمارا جہ یدھشٹر ہے۔ یہ جواہر اُسی کے لئے زیبائے۔“ اُس نے یہ کہہ کر اور دودھیدی سے ہیرا لیکر یدھشٹر کو دیدیا +

اس موقع پر رانی دودھیدی کا یدھشٹر وغیرہ کے لڑکوں میں سے خاص طور پر فرزند آرجن کے لئے متاسف ہونا اس امر پر صاف روشنی ڈال رہا ہے کہ وہ آرجن کی ایک چاہتی بیوی تھی۔ کیونکہ کسی کا اسی صورت میں پیدا ہوکر باعث قلق ہوتا ہے۔ جبکہ اُس سے کسی قسم کا دلی رشتہ یا تعلق ہو۔ معترض کہیں گے کہ اگر اس بات کو جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے درست فرض کر لیا جائے۔ (یعنی پانچوں کی استری) تو کیا اس صورت میں اُس

کا ابھمن کے لئے متناصف ہونا ایک لازمی امر نہیں ہے۔ کیونکہ اس حالت میں
 بھی دروپدی کے نزدیک ابھمن کا وہی رشتہ قائم رہ سکتا ہے۔ جو صرف
 ارجن کی استری ہونے کی حیثیت میں تھا۔ ہم کہتے ہیں بیشک رہ سکتا ہے
 اس میں کلام نہیں! لیکن ہم یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ
 سکتے۔ کہ اگر ایسا ہوتا۔ تو دروپدی کے لئے یہ امر نہایت ضروری تھا کہ جیسے
 اُس نے ابھمن کے بیچ و غم کا اظہار کر کے اُس وقت ارجن کی دلجوئی
 کی دیے ہی بودھشتر وغیرہ کے فرزندوں کا ذکر کر کے جو اُس جنگ ہماچھار
 میں کام آچکے تھے انکے ساتھ اپنی شرکت غم کا ثبوت دیتی۔ کیونکہ پانچوں
 کی زوجہ ہونے کی وجہ سے اُس پر سب کا حق مساوی تھا۔ اگر ابھمن
 کا خاص طور پر نام .. نہ لیتی اور یہ کہتی کہ ہمارے فرزند خاک میں
 مل گئے۔ میرے پانچوں لڑکے نامراد گئے۔ تو ہم بلا تامل کہتے کہ دروپدی
 پانچوں کی استری تھی۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے ہم باوثیق
 کہتے ہیں۔ کہ دروپدی کا جیسا گہرا تعلق خاص طور پر ارجن اور ابھمن
 کے ساتھ تھا۔ دوسرے کے ساتھ ہرگز نہ تھا۔ جب تک جگری تعلقت حاوی
 نہ ہوں۔ تو آہ غم صرف ظاہر داری قائم رکھنے کے لئے ایسی حالت میں
 جبکہ وہ اپنی ناز پروردہ تخت ہائے جگر کی نعشوں کو سامنے خیل میں ترکیب
 رہی تھی۔ دوسرے کے لئے کافی ثبوت ہے۔ کہ رانی دروپدی ارجن کے لڑکے
 کو اگرچہ سونیلہ تھا۔ لیکن ارجن کی استری ہونے اور اس پر وہی حق
 رکھنے وجہ سے جو اُس کو اپنے شکم کے فرزندوں پر تھا۔ اپنا پارہ جگر جانے
 بغیر نہیں رہ سکی۔ اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ دروپدی کے نازک دل
 پر بغیر ارجن کے دوسرے کا دخل ہرگز نہ تھا۔ باہیں ہمہ اگر ان سب باتوں
 کو بھی بلائے طاق رکھ دیں۔ تو اس سے بڑھ کر دروپدی کا صرف ارجن
 کی استری ہونے کے بارہ میں اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس موقع پر
 سب کی موجودگی میں خصوصیت کے ساتھ صرف ارجن ہی کو وہ گہرا نایاب

* طر پر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اپنی کی نازی خاص رشتہ کے باورقت اس وقت دروپدی کے سینگ پر درو سے چو آئے لفظ ہے۔ وہ آکر ادا کرانی

دیا گیا اور بعد میں اُسی کو آرجن کا یودھشٹر کو اپنا بزرگ سمجھ کر دینا صراحت
بتلا رہا ہے۔ کہ درویدی صرف آرجن ہی کی استری تھی۔ اگر پانچیل کی ہوتی
تو بتلائیے یودھشٹر کی موجودگی میں درویدی کیونکر جرأت کر سکتی تھی۔ کہ
آرجن کو وہ گوہر نایاب دیتی! نہیں! کبھی نہیں!! خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو
ضرور یودھشٹر کو دینا مقدم سمجھتی کیونکہ ایک تو وہ سب سے بڑا اور دوسرا
مناج و تخت کا مالک تھا +

اردو مہابھارت پر پرب اول صفحہ | جب آرجن سری کرشن جی کی ہمیشہ بھدرا سے شادی
۳۲۰ مطبع آفتاب پنجاب کر کے دہلی آیا۔ تو اُس کے سب بھائی اغراز و اخلام
کے ساتھ پیش آئے۔ مگر جب آرجن درویدی کے پاس گیا۔ تو وہ کہنے لگی تمہیں
بھدرا مبارک رہے۔ اب تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ آرجن نے معذرت کی اور
بڑی ملاطمت سے اس کی تسلی کر کے اُس کے رنجیدہ دل کو تسخیر دی +
اس موقع پر درویدی کا آرجن کو ان کلمات سے مخاطب کرنا کہ تم کو
بھدرا مبارک ہے۔ اب تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ ہمارے تمام شکوک آئینہ کی طرح
صاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ ایسے الفاظ ایک عورت کی زبان سے اسی حالت میں
نکل سکتے ہیں۔ جبکہ اس کے شیشہ دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور وہ سمجھتی ہے
کہ دوسری عورت سے تعلق ہونے کے باعث میرے خاوند کی مجھ سے وہ
اور الفت نہ رہی جو پہلی تھی۔ ہاں اگر وہ بدھشٹر وغیرہ کی دوسری باتوں
سے شادی ہونے کے وقت بھی ان الفاظ یا کسی اور پہلو سے رنجیدگی
ظاہر کرتی تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ باتیں اُس کی عادت میں ہی داخل
تھیں۔ اور یہ کہ وہ مشترکہ بیوی ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ اُس نے
کبھی سب سے اس موقع کے چوں تک نہیں کیا اور نہ ہی مہابھارت
۱۔ بدھشٹر کی شادی مدریش (مداس) کے راجہ کی لڑکی سے۔ بھیم کی شادی راجہ
کاشی کی دختر گندھنا سے سہید کی شادی بھی مدراس کے راجہ کی بیٹی سے۔ اور نکل
کی شادی راجہ چندیری کی صاحبزادی سے ہوئی تھی +

کے اوراق اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ہم کیونکہ
 اس بات کو تسلیم کر لیں۔ کہ وہ پانچوں کی استری تھی۔
 درویدی کی زندگی نہایت متبرک اور بھارت ورش کے لئے موجب فخر
 تھی۔ کیونکہ اُس نے اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں جس کی طرف رجوع لانا
 ایک مشترکہ خاندان کی استری کے لئے نہایت ضروری اور لازمی ہے وہ کمال
 حاصل کیا تھا۔ کہ دشمن دیکھ دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ اور حاسد
 خود بخود حسد و رشک کی آگ میں جلے مرتے تھے اور نافرمانوں کو اس بات
 کی تمیز مشکل اور دشوار تھی۔ کہ درویدی ان بھادروں میں سے کس کے جسم
 کا نصف انگ (حصہ) ہے۔ اگرچہ حاسدوں نے اس پیچاری کی زندگی کو
 رنگ آمیزی سے اور کا اور ہی کر دکھایا۔ لیکن تاہم قدرت نے جو
 محبت اور دل بستگی کا رتبہ خاوند اور عورت کو بخشا ہے۔ وہ
 کسی حالت اور کسی منہج میں بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ متعلقین خاندان
 ایسی قانون پر چلے اپنی جانیں تک فوجھار کرنے میں دریغ نہ کرتے ہوں
 لیکن قدرت کا زبردست کرشمہ چھپانے سے چھپ نہیں سکتا اور خاوند کی جلائی
 بیتی بڑا استری کے دل کو بسمل کئے بغیر نہیں رہتی۔ چنانچہ دیکھیے۔ جب
 ارجن نے شستہ دیا سیکھنے کی غرض سے اندر کے پاس جانے کا ارادہ کیا
 تو درویدی نے اُس کا دامن پکڑ کر کہا کہ ”مجھے معلوم ہے۔ کہ دوسرا
 نے میری چوٹی پکڑ کر کیسی بے حرمتی کی۔ اور کیسی ناواجب اور دل
 شکن باتیں زبان پر لایا۔ تمہارا اس وقت اندر کی مجلس میں جانا اچھا
 نہیں۔ مبادا تم وہاں کی حوروں کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر انہی کے
 ہو رہو۔ تو پھر دوسرا کون ہے۔ جو دوسراں سے میرا انتقام لے گا؟“
 یہ امر مسلمہ ہے کہ عورت کا جیسا زور اور بھروسہ اپنے خاوند پر ہو سکتا
 دوسرے پر نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس کے لواحقین کیسے ہی مدبر اور
 باحوصلہ کیوں نہ ہوں اور اُن کے مقابلہ میں اُس کا خاوند کیسا ہی بزدل

اور بیوقوف ہو۔ لیکن پھر بھی جیسا بھروسہ اور اعتبار وغیرہ وہ اپنے خاوند پر رکھ سکتی ہے۔ دوسرے پر ہرگز نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ اسی قدرتی نیم (اصول) اور جذبہ نے اُس وقت درویدی کے بیقرار دل میں چٹکی لپکے اُسے یہ کہنے پر مجبور کیا۔ کہ اگر تم اند کے ہاں جا کر رہیں گے تو دوسرا کون ہے جو دوساسن وغیرہ سے میرا انتقام لیگا؟ خیال کیجئے۔ کہ اگر درویدی صرف آرجن کی بیوی نہ ہوتی اور پانچوں کی استری ہوتی۔ تو بھیم نکل۔ سہدیو اور یدھشٹر کی موجودگی میں اُسے کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ آرجن سے یہ کہتی کہ دوسرا کون ہے۔ جو میرا انتقام لیگا۔ اس سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ صرف آرجن ہی کی استری تھی۔

مہابھارت براٹ پر بسم و ہ میں یوں لکھا ہوا ہے۔ کہ راجہ درویدھن نے پانڈوں کو راج پاٹ اس شرط پر واپس دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ بارہ سال کا بن باس ختم کر کے تیرھویں سال اپنے آپ کو دنیا کی نظر سے ایسا چھپالیں۔ کہ انہیں کوئی بھی پہچان نہ سکے۔ تو اس حالت میں ہم کو اُن کا مال و ملک واپس دینے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ چنانچہ جب بارہ سال گزر چکے۔ تو تیرھویں سال پانڈو راجہ وراٹ کے پاس گئے۔ یدھشٹر تو اس کا مصاحب بن گیا۔ اور باقی چاروں بھائی اس کے ہاں مختلف خدمات پر مامور ہو گئے۔ اُن چاروں میں سے آرجن نے خنڈہ (ہجڑہ) بن کر علم موسیقی۔ راگ و رنگ اور گانے بجانے کی خدمت پر مامور حاصل کی۔ اور درویدی نے راجہ وراٹ کے محلوں میں اُس کی رانی کی خدمت کرنے ہی کو غنیمت جانا اگر ہم انصاف کی عینک لگا کر اور چشم بصیرت سے عقل سلیم کے ترازو پر ان ہر مرد واقعات کو رکھ کر دیکھیں تو بڑی آسانی سے سمجھ سکیں گے۔ کہ مہارانی درویدی سب کی مشترکہ بیوی تھی یا صرف آرجن ہی کی استری تھی کیونکہ جس حالت میں بموجب تحریر مصنف موجودہ مہابھارت وہ سب کی مشترکہ بیوی قرار دی جاتی ہے۔ تو وہ بڑی آسانی سے بلا کسی تردد اور نشوونما کے

یہ دھشٹر کے ساتھ رہ سکتی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ دھشٹر کے ساتھ رہنے سے راز طشت از بام ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں؟ کیا یہ دھشٹر کی پوزیشن اس قابل نہ تھی کہ دروہی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا۔ یا اس کے ساتھ رہنے سے باعث بدگمانی کسی امر کے ہوتا۔ یا یہ کہ در بین اشخاص اس بات کو ناظر جاتے کہ یہ دھشٹر ہی ہے۔ نہیں کبھی نہیں۔ بلکہ بمقابلہ اس کے کہ دروہی کو ایک داسی کی حیثیت میں راجہ ورلڈ کے محلوں میں جا کر طوق غلامی کا بوجھ اٹھانا پڑتا اور پاندلوں کے دل میں اس خیال کو جگہ ملنے کی گنجائش ہوتی کہ سبادا وہ دروہی جس نے اپنی گزشتہ عمر میں کبھی اس بات تک کو محسوس نہیں کیا تھا۔ کہ ایک داسی کے کیا فرائض ہیں۔ گھبرا کر راز فاش کر دے۔ اور ہم سب کو اس کا غمیاہ اٹھانا پڑے۔ یہ دھشٹر کے ساتھ رہنا ہزارہا درجہ اچھا تھا۔ اول تو اس کے ساتھ رہنا زیادہ تر موجب اطمینان خاطر اسلئے تھا کہ اگر آئے دن کی مصیبت کو دیکھ اور اپنی حالت پر نظر ڈال کر اس کی طبیعت گھبرا بھی جاتی تو یہ دھشٹر بڑی آسانی اور آزادی کے ساتھ اس کو تسلی دے سکتا تھا۔ کیونکہ یہ دھشٹر راجہ ورلڈ کے حضور میں ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھا جس کے ہمزہ دروہی کا رہنا کسی حالت میں بھی باعث بدگمانی یا افسانے راز کا گمان نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن ایسا عمل میں نہیں آیا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا جہ یہ دھشٹر جیسے دانا اور آرجن جیسے ذی علم نے اس بات پر وچار نہ کیا ہو نہیں۔ نہیں۔ ضمیر شہادت دیتا ہے اور قیاس تائید کرتا ہے۔ کہ ضرور ہر ایک پہلو پر غور کیا گیا ہو گا۔ لیکن چونکہ دروہی صرف آرجن ہی کی استری تھی۔ اسلئے یہ دھشٹر نے ان ہر دو باتوں کو مد نظر رکھ دروہی کو اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ اول چھوٹے بھائی کی عورت ہونے کے باعث دوسرے اس کے پاس رہنے سے اس کا ہتی بہت

دھرم قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ ورنہ خیال کیجئے کیا ضرورت تھی۔ کہ دروپدی آزادی کو چھوڑ کر غلامی اختیار کرتی۔ اور ارجن جیسا دلاور اپنے بہادر نام کے ساتھ لفظ مخنث کا اضافہ کرتا۔ لفظ مخنث کے معنی ہچڑا ہیں۔ یہ ایسا لفظ ہے جس کی عزت نہ تو مردوں کے نزدیک ہے اور نہ ہی عورتیں اس کی قدر کرتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہچڑے کے منحوس نام کو مجبوراً محض اسلئے اختیار کیا گیا کہ دروپدی تک اُس کی رسائی ہو سکے۔ اور ایک دوسرے کے ملنے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ کیونکہ رنواس میں داخل ہونے کی یہی ایک صورت تھی جس کے اختیار کرنے سے وہ دروپدی کی قربت حاصل کر کے اُس کی تسلی و تسفی کا باعث بن سکتا تھا۔ اور جب تک وہ اپنے آپ کو مردوں کے درجہ سے گرا نہ لیتا۔ راجہ کے محلوں میں رسائی مشکل تھی۔ ورنہ خیال کیجئے کیا وہ دوسرے بھائیوں کی طرح اور کسی کام کو ہاتھ میں نہیں لے سکتا تھا۔ یا اُسے بچہ ہچڑا بننے کے کوئی دوسری صورت ہی نظر نہ آتی تھی نہیں! نہیں! وہ کئی ایک کاموں کو بخوبی انجام دے کر اپنے آپ کو دنیا کی نگاہ سے پوشیدہ رکھ سکتا تھا۔ مگر بتلائے دروپدی کس طرح بغیر اس کے اپنے پتی برت دھرم کو قائم رکھ سکتی تھی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دروپدی پانچوں کی استری ہرگز نہ تھی۔ بلکہ ارجن ہی کی استری تھی۔

دیگر شہادتیں | اگرچہ اضافہ کرنے والوں نے اصل مہابھارت میں بت سی جھوٹی باتوں کا جابجا اضافہ کر دیا ہے۔ تاہم اُن کی دست برد سے بہت سی صحیح اور سچی باتیں بچ رہی ہیں۔ جو اپنی جھلک دکھائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ چنانچہ دیکھیے۔ سنسکرت مہابھارت ادھیاء ۲۰۱ آدی پرہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ خبر سن کر کہ دروپدی اور ارجن کی شادی ہو گئی ہے۔ اوداس چت اشوشتھاماں شگن اور کرن وغیرہ کے ہمراہ ہنتنا پور پہنچا۔ اس نے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھیے۔ کہ دروپدی کو ارجن کی استری قرار نہ دیں۔

ملہ ۱۰ عشر مصائب۔ بصیم ہا

۳۔ کمارل بھٹا چاریہ جو شکر چاریہ کا ہم عصر تھا۔ (شکر چاریہ سمت
 بکری مطابق مشعر میں پیدا ہوا تھا۔ اُس نے میان سما درشن کے بھٹہ
 کی دیکھیا کے ایک پرسنگ میں جو یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ راجہ پانڈ کے
 پتروں یعنی پانچوں پانڈوں کی ایک ہی استری تھی۔ اس بات کی تردید
 کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔ کہ وہ (دروپدی) خالی ایک آرجن ہی کی
 استری تھی۔ اور وہ مشترکہ بیوی اس لئے مشہور ہو گئی۔ کہ پانچوں بھائیوں
 کے درمیان کسی قسم کی بھی دوجاگی اور غیرت نہیں تھی۔ اور یہی وجہ
 تھی۔ اور اُن میں نفاق ڈالنے کی ذرا بھی گنجائش نہ دیکھ کہ حاسد و مت
 تاسف ملتے تھے۔ اور دشمن منعموم نظر آتے تھے۔ (دیکھو متنشر وارنک
 ادھیائے پہلا۔ پاوتیسرا۔ سوتر ۷۔ پرکمال بھٹا چاریہ کی شرح ص ۱۳۶
 مطبوعہ بنارس سنسکرت سیریز) +



اس مقدمہ کی تالیف میں بہت کچھ چھان بین اور تحقیقات سے کام
 لیا گیا ہے اور ثبوت میں ایسے یقینی اور زبردست واقعات اور دلائل
 درج کئے گئے جن سے کسی ذمی فہم اور منصف مزاج شخص کو کسی طرح پر
 بھی گریز یا انکار نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ انہی واقعات اور دلائل کی بنا پر
 ہم بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دروپدی صرف
 آرجن کی استری تھی۔ لیکن چونکہ اس غلط فہمی (دروپدی کی مشترکہ
 بیوی ہونے کی روایت نے) نے ایک عرصہ دراز سے جہالت کے تاریک
 پہلو میں جنم لیکر نشو و نما پایا ہے۔ اور ایسی ریشہ دوانی کی ہے۔ کہ
 بڑے بڑے عالموں فاضلوں اور پنڈتوں کو بھی اس میں جکڑ کر
 ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور کر رکھا ہے اور اُس مہاتما بیاس جی
 کو بھی جو دیوں کی راستی کا عالم ہاتھ میں لیکر امریکہ۔ یورپ۔ چین۔

تاکہ۔ ایلان۔ بنج وغیرہ وغیرہ ممالک میں ان کی صداقت اور عظمت کا پتہ
 کر کے اپنے بے نظیر اعلیٰ دارغ اور قابلیت کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اس
 موقع پر وہیوں کے احکام اور اصول سے کوسوں دور بتلانے میں مدد
 نہیں کیا گیا۔ اسلئے یہ امر نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنی مکمل
 اور بے بدل رائے کا اظہار کرنے سے پہلے ہم پھر ایک بار بعض ضروری
 واقعات پر سرسری نظر ڈال کر نتیجہ پر یہ ناظرین کریں +
۱۔ تنقیح اول۔

کیا موجودہ مہابھارت وہی ہے۔ جسے بیاس دیو جی نے تصنیف کیا تھا
 کسی تخریر یا تاریخی واقعات کی تہ تک پہنچنے اور اس کی اصلی حقیقت سے بے
 کم و کاست آگاہ ہونے کے لئے ان تین باتوں کا ملحوظ رکھنا مقدم اور لازمی ہے۔
اول۔ مصنف یا مصنف کے ذاتی خیالات کیسے تھے۔ ان خیالات کا اس کی
 دیگر تصانیف یا تالیفات سے اندازہ کرنا +

دوم۔ جن اشخاص کا ذکر ایسی تخریر یا تاریخ میں درج ہو۔ ان کی
 روشن زندگی کیا اور کیسی تھی؟ ان کی زندگی اور عقیدہ کی صحیح جانچ اسی
 تخریر یا تاریخ اور دیگر شہادتوں سے کرنی +

سوم۔ احکام مذہبی اور رواج ملک جو اس زمانہ میں رائج ہوں +
 جس حالت میں راجہ بھوج کی بنائی ہوئی پنجونی نامی تاریخ سے جس کا مفصل
 ذکر ہم صفحہ ۱۰ پر کر چکے ہیں۔ پنجونی واضح ہوتا ہے۔ کہ بیاس جی کے طبع زمانہ
 اشلوک صرف چار ہزار چار سو تھے۔ اور ان میں زیادہ مابعد میں وقتاً فوقتاً
 مختلف اصحاب کی مہربانی سے اضافہ ہوتا رہا۔ چنانچہ بکرم اوتہ کے بعد ۱۵
 ہزار اور راجہ بھوج کے زمانہ میں ۳۴ ہزار اشلوک ہو گئے۔ اور اب اس
 وقت موجودہ مہابھارت میں ایک لاکھ اشلوک پلٹے جلتے ہیں۔ دیکھو سنیا رتھ
 پرکاش اور صفحہ ۴۰۰۔ اور ٹیٹل میگزین جلد ۳ صفحہ ۱۳۳۔ اسٹیشنر چپا
 مسرخ صرف چوبیس ہزار اشلوک اصل مصنف کے دارغ کا نتیجہ بتلاتے ہیں

دیکھو تیاج ہندوستان صفحہ ۲۹۲ مطبوعہ ۱۹۶۶ء - مہابھارت مطبوعہ کلکتہ -
شناکا شالبھاجن ۱۰۹ میں آٹھ ہزار اشلوک تھے جس کا اشلوک ایک یہ ہے۔

ترجمہ - ۲۴ ہزار اشلوک بھارت کے مجموعہ ہیں بغیر کسی تشریح یا تفسیر کے اور یہی
بھارت ہے +

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ موجودہ مہابھارت
کو بیاس جی کی تصنیف کردہ قرار دیں۔ اگر معترض یہ کہیں کہ ممکن ہے کہ
کہ چار ہزار چار سو اشلوک میں دروپدی کی شادی کا قصہ بھی شامل ہو۔ کیونکہ
اصلی اور بناوٹی مضامین ایسے گڑبڑ اور مخلوط ہیں کہ ان کو علیحدہ علیحدہ کرنا
اور ان کی کوئی معقول وجہ بندی کرنی یا ان کی خاص ترتیب قائم کرنی
مشکل ہی نہیں۔ بلکہ دشوار ترین اور قریب قریب ناممکن کے ہے۔ ہم
تو ان کی یہ رائے مان لیں۔ بشرطیکہ ذیل کے واقعات ہمیں کوئی کافی
دشانی اور تسلی بخش جواب دیں +

(۱) دروپدی کی مفروضہ شادی کا خلافت احکام وید شاستر اور رواج
ملک کے ظہور میں آتا۔ خاص کر اس وقت جبکہ اریہ ورت کی سنتاں ایک قدم
بھی ویدوں کے خلافت چلنا جیسا کہ بیاس جی کی تصنیف کردہ دیگر گرتھوں
صاف و صریح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ معیوب۔ پاپ اور ملکی عزت اور دھرم کے
خلافت جانتی۔ مانتی اور سمجھتی تھی +

(۲) وید صشر کا پورا نوں میں سے چائہ نامی استری کو مثال کے طور پر پیش کر کے
دروپد کو یہ یقین دلانا کہ پانچوں کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

بھلا خیال کرنے کا مقام ہے۔ کہ جس حالت میں اُس وقت پوراں کا وجود
ہو سکتا تھا۔ تو بدھشتر کی طرف سے جاٹلہ کو تمثیلاً پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔
اس بات کو کوئی واحد شخص نہیں۔ بلکہ زمانہ تسلیم کر چکا۔ اور اب بھی کر
رہا ہے۔ کہ پوران اور اُپ پوران بعد میں بنائے گئے۔ اور عباس جی کے
تصنیف کردہ نہیں ہیں اور نہ ہی مباحثات کے وقت موجود تھے۔ اگر
انہیں کے دماغ نتیجہ ہوتے۔ یا اس وقت ان کا وجود ہوتا۔ تو وہ ضرور
دعید اور دشت دیوس کے اسماء پر خود جاٹلہ سبہ پیش کرتے۔ اگر ہم جملہ
تذکرہ بلا باتوں کہ نظر انداز کر کے صرف مباحثات ہی کے مضامین پر
گہری اور محققانہ نظر ڈالیں تو واقعات کافی سے زیادہ روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ
موجودہ مباحثات اصلی مباحثات نہیں۔ چنانچہ جب در پردہ کا سیکر ہو چکا
اور بموجب قول مصنف موجودہ مباحثات پانچوں کے ساتھ شادی قرار
پائی۔ اور شادی ہو چکنے کے بعد جیسا کہ ایک اشلوک میں لکھا ہے۔ کہ

۱۔ اگرچہ شرط سوہم کی رو سے در پردہ کو رجن کی بیوی تسلیم کر۔ نہیں کسی کو مہر نہیں لیکن تاہم
شادی کی سبب کو بھی جو دھبی سے خالی نہیں۔ اور جس سے موجودہ مباحثات۔ کہ مصنف کی اعلیٰ فیتہ
اور قابلیت کا پورا پورا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اور اسی واقعہ کے مناسبت سے اس امر پر بھی
بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ کہ اُس کو نہ اندیش مصنف نے طبعی کی آدھیں شکار کھینے کی کبھی کوشش
کی ہے۔ ظاہر کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ سندھ مندر بنز اور در پردہ
زبیب بن کر کے بڑی سچ دھج اور آن یان کے ساتھ پانڈتیر جرم اندھ کو پرہت ہوئے میرے سب
گوشتالہ میں پہنچے۔ تو وہ بول کے جاننے ملے دھیم برہمن نے سون مستی سچ کر دکر جلا کر اور جلا
ہوئی آگ میں دھبی شتر بھڑھ کر اہوتی والی شتر بھڑھ کی اور دھبی شتر بھڑھ کے بچے لاکر بھڑھ در پردہ کی
کا پر کرنا اس کے بعد در پردہ کی اور بھڑھ کی گئی کی پر کرنا لوان کی اور بھڑھ نے در پردہ کی کا پانی
گرہن کیا رول دھڑھ کیا اور بھڑھ نے اس کی دوا کر اپنی کی اسی طرح سب بھڑھوں نے
اچھا اچھا سب اور در پردہ سے سچ سچ کر ایک ایک دن کے دفعہ پراس سندھ کی پانی گرہن کیا ہے
وہ راج ہمارا ہی سب جس نے اس شتر میں بھڑھ کو ایک شتر لیا آئی تھی کہ وہ سندھ کی در پردہ کی ایک نیک ستارہ

دیشم پاشن کہتے ہیں۔ کہ ”ہے سہراج ہمارا بیاس جی نے اس وشنہ (بارہ) من بجھے ایک اشجرج لیلا (عجیب و غریب بات) کہی تھی اور وہ سندھی (دھپیکا) (دبیرہ ڈٹ صفحہ ۶۷) پر پھر دوسرے دن کنیا ہو جاتی تھی۔ اس پر کار پانچوں کے ساتھ وواہ ہونے پر کہیں کو ساشی دگواہ اگر کے ہمار تھی پانڈوں کو بہت دسج دیا۔ دیکھو ہما پھارت سنسکرت آجی ہرب صفحہ ۹۰۰ و ۹۰۶ مطبوعہ مراد آباد رام کرشن اینڈ کمپنی +

مؤلف اس واقعہ کو پڑھ کر بے ساختہ جو سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کیونکر ایک دفعہ شادی چھنے کے بعد پھر درویدی کا کنوار پن قائم رہتا تھا۔ اور وہ اس قابل ہو جاتی کہ دوسرے بھائی کے ساتھ شادی کر سکے۔ یا ہم اس شادی کو ویدک مریاڈا کے ہنگول تسلیم کر سکیں۔ کیونکہ وہ مقدس منوسرتی اور دیگر شاستر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ کنواری کا کنوار پن تب تک ہی قائم رہ سکتا ہے۔ جب تک اس کا کوئی پرش پانی گرہن نہ کرے۔ جس حالت میں پہلے روز جو صرغ میافہ معلوم ہوتا ہے۔ بدھ شتر نے اس کے ساتھ شادی کی۔ تو کیونکر وہ کیونکر کنواری رہی ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ وید اور شاستروں کی آڑ تعین کی گئی تھی۔ بلکہ برعکس اُن کے ایک دم پانچوں بھائیوں کے پیر یا کر بندے کران کے ساتھ درویدی کو بلوریاں (پھیرے) دی گئی تھیں۔ جو کیونکہ بعض اوقات راجپوتوں میں ایسا ہو جاتا ہے۔ تو بھی ہم سمجھ لیتے۔ کہ یہ نرالی قسم کی شادی خاص کی مصیحت وقت کے لئے یا پوں سمجھئے۔ کہ رانی کنتی کی زبان کے پاس کو مقدم سمجھ کر ظموویں آئی ہوگی۔ لیکن ایسا ہونا بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس بات کو آگے چل کر منصف، بالکل آئینہ کی طرح صاف کر دیتا ہے کیونکہ لکھا ہے۔ کہ وشنہ پاشن کہتے ہیں۔ کہ بیاس جی نے مجھ کو ایک اشجرج لیلا بتلائی۔ وہ یہ ہے۔ کہ سندھی درویدی ایک کے ساتھ بیاہ ہونے پر پھر دوسرے دن کنیا ہو جاتی تھی۔ تو بتلائیے ایسی حالت میں ہم کیونکر ایسی شادی کو ویدانکول یا مطابق رواج کہہ سکتے ہیں۔ یا یہ کہ صرف اُس بت کو جو محض ہمارے بھولے بھالے بھائیوں کو بیاس جی کا نام لے کر اس بات کا یقین دلانے کی غرض سے پیش کی گئی ہے۔ نکتہ چینی سے درگزر کر سکتے ہیں +

لے کر شتر یوں میں یہ دستور تھا۔ کہ اگر دولہا شادی کے موقعہ پر مصروف کارزار ہے یا کسی ایسے کام میں الجھا ہوا ہے کہ وقت پر پہنچ نہیں سکتا۔ تو اس کی تلوار۔ تیر وغیرہ شستر یا کر بند کے ساتھ لڑکی کی شادی کر دیتے تھے +

ایک دن وہ ہو جائے پر دوسرے دن پھر کنیا کنواری ہو جاتی تھی +
اس کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ کا قلمبند کرنے
والا بیاس جی نہیں تھا۔ اور نہ ہی اُن کا شاگرد ویشم پائین۔ بلکہ ایک تیسرا
شخص ویشم پائین کی اڑے کر واقعات کا اظہار کر رہا ہے۔ اب غور طلب
بات یہ ہے کہ اگر اس اشلوک کو بیاس جی قلم بند کرتے۔ تو ویشم پائین
نہ کہتا کہ بیاس جی نے مجھ سے ایک اشپجرج لیا کسی تھی۔ بلکہ وہ
اس بات کو اس طرح ادا کرتا کہ بیاس نے یہ لکھا ہے۔ اور اگر ویشم
پائین لکھتا۔ تو یہ لفظ نہ ہوتا کہ ویشم پائین وارج۔ کیونکہ لفظ وارج
یعنی ویشم پائین نے کہا صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس اشلوک
کا پیش کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہے۔ پس جب ہم اس شخص کی
تلاش کرتے ہیں۔ تو مہابھارت آدمی پر ب کے پہلے ادھیائے کے مطالعہ
سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ترتیب دینے والا لوم ہرشن سوت
کا پتر اگر شوا ہے جس کو سوت پرانک بھی کہتے ہیں۔ اور جس کی نسبت
مہابھارت میں لکھا ہے کہ اس کو بہت سے قسطے کہانیاں یاو تھیں
اور وہ پورانوں سے بھی پوری واقفیت رکھتا تھا۔ چنانچہ اسی باعث وہ سوت
پرانک کے نام سے مشہور ہوا۔ مزید براں اسی ادھیائے کے مطالعہ
سے واضح و مشکشف ہوتا ہے کہ سوت پرانک نے کسی مستند یا غیر مستند
تحریر کو پیش نظر رکھ کر مہابھارت کے واقعات کو نہیں سنایا۔ بلکہ وہ کہتے
ہیں کہ مہابھارت کے حالات جو میں نے جبکہ مہاراجہ جنہیجہ کے عام دربار
ویشم پائین سنا رہا تھا۔ اور جہان میں موجود تھا سُن کر زبانی یاد کر لئے
ہیں۔ جن کو اب نیم کہار تیرتھ پر شو تک آؤں رکھیشروں کو سنا رہا ہوں۔
نہ گوہ بالا واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت تک جبکہ سوت پرانک
یہ باتیں سنا رہا تھا۔ موجودہ مہابھارت قلم بند نہ ہوئی تھی۔ بلکہ اس
قلم بند کرنے والا کوئی اور ہی شخص ہے

خیر اس بات کو بھی نظر انداز کر کے اگر ہم یہ مان لیں۔ کہ سوت پرانے مہاتما کو قلم بند کیا۔ تو بھی ہمیں تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ کیونکہ سوت پرانے کو پوراوں کا عالم اور ان کی ماہیت و حقیقت اور مطالب کا ماہرو جاننے والا بیان کیا گیا ہے۔ جس سے تجوی واضح و روشن ہوتا ہے۔ کہ پوراؤں کی اشاعت اس وقت خاطر خواہ ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم پوراؤں کے زمانہ کی تفتیش کریں۔ پس جب اس امر کے متعلق ہم اپنے خیالات کو وسعت اور جہلیں دیتے۔ اور پوراؤں کی اشاعت کے زمانہ کی تلاش و جستجو کرتے ہیں۔ تو ان کا زمانہ ہمیں تیس سو سال سے آگے نہیں بڑھتا۔ (دیکھو تاریخ دنیا۔ جلد دوم۔ صفحہ ۸۱ و ۹۰ مصنفہ پیٹرٹ لیکھ رام آریہ مسافر) مؤرخ مارشمن صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ بدھ مذہب کے جاری ہونے کے بعد اور پوراؤں کے موجب تیس سو دویہ ہندوؤں کی پرستش میں داخل ہوئے اور ان پوراؤں میں سے پرنے سے پرنے پورن کا زمانہ ایک ہزار سال اور نئے سے نئے کا زمانہ چار سو برس سے زیادہ نہیں ہے +

ان تمام یقینی باتوں کو دیکھتے ہوئے جو اوپر معرض بیان میں آچکی ہیں اس سخت حیرت کا سامنا ہوتا ہے۔ کہ کیونکہ اس موجودہ مہابھارت کو اصلی مہابھارت قرار دیں اور یہ نہ کہیں۔ کہ یہ وہ مہابھارت نہیں ہے۔ جسے بیاس جی نے تصنیف کیا تھا ایسے صحیح واقعات اور قوی دلائل کی موجودگی میں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ ہمیں بلا شک اور لا محالہ یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ موجودہ مہابھارت مصنوعی ہے۔ اور اس میں مزید اضافہ ہوتا ہے +

۲۔ تحقیقات نمبر ۲-۳-۴-۵ +

جب ہم ان چاروں تحقیقات پر غائر نظر ڈالتے۔ لے یہ ہشتہ کی روشن زندگی کا دور پدی کی شادی کے واقعہ کو چھوڑ کر مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اوصاف حمیدہ ایک عالم اور بزرگ میں ہونے چاہئیں۔ وہ سب یہ ہشتہ کی ذات میں موجود تھے۔ جن نیک خصائل اور حمیدہ الطوار نے باعث ایک انسان عابدوں زاہدوں میں با عزت و وقار کے جاننے والے اور عالموں میں وصارک

اور ولادہ راجپوتوں میں شجاع و سہا کے لقب کا مستحق ہو سکتا ہے اور ان کے
 حاصل کرنے کا فخر کر سکتا ہے۔ وہ سب بدھشٹر کی زندگی کا معیار۔ دتور اعلیٰ
 اور روز مرہ تھیں۔ ارجن وغیرہ بھی ان باتوں سے خالی نہ تھے۔ جو بدھشٹر میں
 پائی جاتی تھیں۔ اور ان نیک صفات سے ہمالیٰ و روپدی بھی محروم نہ تھیں
 پس ان باتوں کو دیکھتے ہوئے جائے تعجب و افسوس اور مقلم شرم ہے۔ کہ
 ہم ایسے ایسے شور پیروں کو جو ہمارے مایہ نماز اور آریہ دھرم کے غرور
 ایک ایسے کام میں حصے لینے والا بنائیں۔ جسے ایک کمینہ سے کمینہ اور رذیل
 سے رذیل شخص بھی برا معیوب۔ ناجائز اور خلاف انسانیت سمجھتا ہے۔ ہاں ہم اس
 بات کو بھی مان لیتے بشرطیکہ ہمیں کوئی باوقعت شہادت ملتی۔ اگر روپدی پانچوں سے
 منسوب ہوئی۔ تو یہ امر نہایت ضروری تھا۔ کہ درلودھن جیسا اُن کا جانی دشمن
 جو ہر وقت ان کے ذلیل و خوار کرنے کے درپے رہتا تھا۔ اس امر پر جو خلاف
 احکام و بدشاستر ظہور میں آیا تھا۔ ضرور روپدی یا بدھشٹر وغیرہ کو طعن و کیر عام
 کے روبرو ذلیل کرتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ عوام کے روبرو تو درکنار اُس نے
 کبھی تخلیہ میں بھی اس امر کا اظہار نہیں کیا۔ تو پھر بتلائیے کہ ہم کیونکر
 نہ سرو آہ بھر کر یہ کہیں۔ روپدی صرف ارجن ہی کی استری تھی۔ اور یہ
 ساری باتیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ایک من گھڑت اضافہ ہیں۔
 ۳۔ - تحقیق ۴۔

جہاں تک تحقیقات کو وسعت دیکر اس معاملہ کی اصلیت تک پہنچنے کی
 کوشش کی گئی ہے۔ کہ آیا رانی گنتی نے یہ کہا تھا۔ کہ پانچوں ملکر ماٹو باجھوگو
 تو یہی پتا چلتا ہے کہ یہ امر بھی خلاف واقعہ ہے۔ جیسا کہ ہم مفصل طور پر یہ
 ناظرین کر چکے ہیں۔ کیونکہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ وہ متضاد اور متباہن باتیں
 کبھی ایک مقصد کو حل کر سکیں۔ جیسی کہ رانی گنتی کی طرف سے پیش کی گئی ہیں
 کہ ایسا کام کرو۔ جس سے تم کو دوش بھی نہ لگے۔ اور میری بات بھی جھوٹی
 ثابت نہ ہو۔ جس حالت میں پانچوں پانڈوں کی شادی ایک ہی عورت سے

ہونا خلائع اکام وید و شاستر اور رواج ملک ہے۔ تو یہ امر لازمی ہے۔ کہ خلق
اُن کو نظر حقارت سے دیکھے۔ اور انگشت نمائی کرے۔ اب بتائیے تو سہی کہ شادی
کرنے سے پانڈو اور دروپدی کیونکر دوش کے بھائی اور مورد الزام نہیں ٹھہر
سکتے۔ اور شادی نہ کرنے کی حالت میں رانی کنتی کی زبان جھوٹی نہیں پڑتی
چونکہ رانی کنتی نہایت دانا اور معاملہ فہم تھی۔ اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ کوئی
بھی حافل اس بات کو تسلیم نہ کرے گا۔ کہ رانی کنتی نے ایک ایسا مہمل سوال پیش
کیا ہو۔ جو کسی پہلے سے حل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی طاقت اس امر پر روشنی ڈالتے
ہیں۔ ہاں ہم اس بات کو بھی طوعاً کرہاً تسلیم کر لیتے۔ بشرطیکہ شرط سویمبر یہ نہ
ہوتی۔ کہ جو شخص پچھلی کی آنکھ کو اپنا تیر کا نشانہ بنائیگا۔ وہی دروپدی کا شوہر
ہوگا بلکہ یہ ہوتی۔ کہ جو شخص پچھلی کی آنکھ کو اپنا تیر کا نشانہ بنائیگا اسی کے ہاتھ
میں دروپدی کی آئندہ زندگی ہوگی۔ لیکن یہ شرط نہیں تھی۔ بلکہ دیشٹ دیون کا
صاف الفاظ میں یہ اعلان تھا۔ کہ جو کوئی شرط سویمبر کو جیسے کہ چر بیان ہو چکی
ہے۔ ادا کرے گا۔ وہی دروپدی کا شوہر ہوگا۔ ایسی حالت میں شرط سویمبر ادا
ہوتے ہی دروپدی آجس کی نہجیت کی ذیل میں آگئی۔ اور عمام کے نزدیک
وہ اسی وقت اس کا خاوند قرار پا چکا۔ اور دروپدی نے جی مل (ہار) ڈال کر
اُسے اُسے اپنا خاوند تسلیم کر لیا۔ تو پھر بدھشٹر وغیرہ کا اس کے فوری کرنے
کے لئے۔ اصرار کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور کیونکر
جائز و دفا اور مباح ہے۔ کیونکہ بدھشٹر کے نزدیک تو دفتر کی ذیل میں
آگئی اور اسی طرح دوسرے بھائیوں کے نزدیک بھی واجب التحريم۔ اور
قابل اوب ٹھہر گئی پس اس سے صلف عیاں ہے۔ کہ دروپدی صرف ارین ہی
کی استری تھی +

۴۔ نتیجہ ۷۔

میاں جی کا دیشٹ دیون کے مقبول اور مدلل اعتراض پر کچھ بھی خیال
و لحاظ نہ کرنا۔ یا یوں سمجھئے۔ کہ اس کو جواب دینے سے پہلو تھی کر کے راتہ دروپد

کو تنہائی میں لے جاتا۔ اور اُن دو بے بنیاد اور بعید از عقل و قیاس حکایات
 کا جی کی صداقت کو تسلیم کرنے کے لئے کوئی بھی عاقل اور روشن دماغ شیار
 نہ ہوگا۔ سنانا اور دروپردہ کو اس بات پر آمادہ کرنا۔ کہ دروپردہ کی شادی پانچوں
 پانڈرو کے ساتھ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اور یہ کہ دروپردہ کی قیمت میں
 روز ازل ہی سے پانچوں کی استری ہونا بھی لکھا ہے۔ نہایت تعجب خیز
 حیرت انگیز۔ اور مغالطہ میں ڈال دینے والا واقعہ ہے۔ کیونکہ جب ہم بیاس جی
 کے تصنیف کردہ دیگر گرنتھوں کا مابھارت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اور ان
 کے عالمانہ اور فلسفیانہ خیالات کا اندازہ کرتے ہوئے اس دروپردہ کے واقعہ
 کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ تو بدن میں ایک سنسنی سی پیدا ہو کر بے ساختہ
 یہ کہنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کہ کیا یہ اسی مہارشی کے خیالات ہیں۔ جو فخر
 آریہ ورتہ تھا۔ اور جینی گوتم۔ کتاہ۔ پاتنجلی۔ کپیل۔ جیسے مشہور اور بیکٹھے
 روزگار۔ فلاسفوں۔ عالموں۔ اور دھارمک۔ حکمت اور دانائی اور تہذیب کے
 موجدوں کا ہم پلہ تھا۔ اور جس کی تصنیف کردہ ویدانت سوپریمیا کی
 ویاکھیا۔ اور یوگ بھاش آدی پشتکیں جو مردہ دلوں کو زندہ کرنے کے لئے
 دم عینے کا حکم رکھتی ہیں۔ اور جو لوگوں کو جہالت اور وحشت سے نکال
 کر علم و دانش۔ حکمت اور تہذیب کی بام تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور
 جو ویدک دھرم کی فضیلت اور عظمت کا اظہار کرتی اور زبان حال
 سے پکار پکار کر کہتی ہیں۔ کہ دنیا میں اگر کوئی دھرم ہے۔ تو وہ یہی
 ویدک دھرم ہے۔ جس کی آؤ لیکر انسان موکش پر کو پراپت ہو سکتا ہے۔ ان
 پشتکوں کی تردید کرنا تو درکنار رہا۔ کیونکہ وہ ایک دشوار تر کام ہے۔ بلکہ ان
 کے سمجھنے کے لئے بھی ایک عالم و فاضل کی ضرورت ہے۔ جائے غور ہے۔ کہ
 کیا یہ اسی روشن دماغ۔ دور درشی اور ویدک دھرم پر جان قربان کر دینے والے
 بیاس جی کے خیالات دروپردہ کی نسبت قلم بند ہیں۔ جو اپنی اعلیٰ لیاقت
 اور قابلیت کے باعث اور دھرم کی حمایت کے شوق میں ایران میں زرخشت کے

مقابلہ پر ویدک دھرم کی عظمت کا جھنڈا لیکر اور اس دھرم کی فضیلت اور
 تحسینوں کو رواج دینے کے لئے پہنچا تھا۔ آہ! افسوس! صد افسوس! ہزار
 افسوس! آج ہم جہالت کی غار میں پڑ کر ایسے شدہ اور پوڑا آتما کو جسے خلاق
 کی کان اور ویدک دھرم کی جان۔ تہذیب کی روح اور مجسم انسانیت سمجھے ہیں
 درویدی کی شادی کے واقعہ کو پڑھ کر تہذیب سے گرا ہوا۔ اور ویدک فلاسفی سے
 کوسوں دور اور حکمت و دانائی سے بے بہرہ دیکھ رہے ہیں۔ اگرچہ اس درویدی
 کے واقعہ کو پڑھ کر سیاسی جی کو ویدک دھرم کا حامی یا پیرو تسلیم کرنے کی
 خلاف ہمارے دل و دماغ میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور سوچتے
 سوچتے سر آسمان کی طرح چکر کھا جاتا ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسے
 قابل اور لائق فلاسفر کی زندگی کا معیار یہ دو متضاد باتیں کیونکر ہو سکتی
 ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنے خیالات کو وسیع کر کے پہلوؤں کی پڑتال کریں
 تو بڑی آسانی سے ہمارے یہ تمام مشکوک رفق ہو جاتے ہیں اور یہ کہنے
 سے رُک نہیں سکتے۔ کہ جب ایسے ایسے جہاں پرشوں اور دھرم کی
 زندہ تصویروں کو کلنگ لگانے سے دریغ نہیں کیا گیا۔ تو بچاری درویدی
 اور بیاس جی کی کیا ہستی تھی۔ کہ ان کے دست مبارک سے بچ سکتے۔
 کیونکہ جس زمانے میں مہا بھارت کو چوبیس ہزار اشلوک سے بڑھتے بڑھتے
 ایک لاکھ تک پہنچنے کا موقع ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ یا یوں سمجھئے کہ یہ وقت وہ
 تھا۔ جبکہ عام مارگی اپنے اصل اصولوں کے مدعا سے بھی تجاوز کر کے نفس
 پرستانہ خیالات کو دل میں جگہ دے کر اس بات کے ثابت کرنے کے مدپے
 مورہ تھے۔ کہ وہ سب باتیں جن کو وہ رواج دینا چاہتے تھے پراچین کال
 سے ظہور میں آ رہی ہیں اور ان سے کوئی بھی دیوی دیوتا۔ رشی منی جیسا کہ
 ذیل کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ خالی نہیں تھا۔ چنانچہ جب ان خیالوں
 نے ان کے دل میں مستحکم چڑ پکڑ لی۔ تو انہوں نے ان کو تقویت دینے
 کی غرض سے پوروں اور دیگر گرنہضوں میں جا بجا ہمارے متبرک دیوتاؤں دھرم

کے رہبروں اور حق پرستوں کو ایسے ایسے شرمناک الزام لگائے کہ جن کو سن کر بدن کے رنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ برہما جی کو بیٹی سے ہم بستری کا کرشن کو کچا زادھکا اور گوبپوں سے دھبہ چار کا جادپو کو رشیوں کی استریوں سے زنا کا دشمن کو جلدھر کی استری بندہ سے اندر کو گوتم کی استری اہلیا سے سورج کو گنتی سے چندر مان کو برہمپنت کی استری تارا سے۔ ورن کو آگست کی ماما سے۔ برہمپنتی کو بھاج سے۔ پکسر کو مچھو دری سے۔ دیووں کو مانس اور شراب سے اور بادوں اتار کو چھل اور کپٹ کا بدپو سری کرشن بھدرا۔ دروپدی ست بھاماں وغیرہ وغیرہ استریوں کو شراب کے پینے کا علاوہ ان کے اور بہن سے دیوتا ہیں۔ جن کو اس سے بھی بڑھ کر الزام لگائے گئے ہیں۔ اور جو خوف طوالت درج کرنے سے کبیز کہتے ہیں + دیکھو تاریخ دنیا حصہ دوم مصنفہ پنڈت لیکھ رام صاحب آریہ مسافر سچا سد آریہ سماج پشاور :-

اور مہابھارت اٹھ پر اب اول صفحہ ۳۱۸ - ۳۲۱ - پر اب ۵ - صفحہ ۲۶ - پر اب ۱۶ - صفحہ ۳ و ۴ :-

ان جملہ واقعات۔ وجوہات اور دلائل کی بنا پر ہم بڑے زور اور دعوئے کے ساتھ کہتے ہیں کہ نہ تو بیاس جی نے اس قسم کا کوئی فیصلہ دیا۔ اور نہ بچاری دروپدی کی فلاسی پانچوں پانڈوں کے ساتھ ہوئی +

۵ - تنقیح ۸ -

اگرچہ مجھ مہابھارت میں بچہ میلانہ سے کام لیا گیا ہے۔ اور صرف اسی بات پر اتفا نہیں کیا گیا۔ کہ بچاری دروپدی کے پانچ خاوند تھے۔ یا یہ کہ وہ مشترکہ بیوی تھی۔ بلکہ اس پر یہ طرہ لگایا گیا ہے کہ ہر خاوند سے ایک ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ افسوس کہ اضافہ کثرت نے ہمارے بھولے بھالے بھائیوں کو مضامین میں ڈالنے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ دیکھئے جہاں دروپدی کی اولاد کا ذکر کیا ہے وہاں

اس میں سب خاوندوں کا حصہ بھی مساوی رکھا ہے۔ تاکہ آپس میں دنگ فساد کی نوبت نہ آئے اور کسی کو اس امر کی شکایت کرنے کا موقع نہ ملے۔ کہ فلاں خاوند سے زیادہ لڑکے پیدا ہوئے۔ اور فلاں سے کم۔ ہمارے خیال میں صاحب اضافہ کنندہ کو اس کی عقل نے دھوکہ دیا۔ یا کثرت تغیر و تبدل کے باعث وہ غلطی کھا گیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ اس موقع پر جہاں پیاس کی آڑ لے کر یا اُن کی طرف سے یہ لکھا تھا۔ کہ درویدی کی قیمت میں رند ازل ہی سے پانچ خاوند لکھے ہیں۔ اگر یہ بھی لکھ دیتے کہ درویدی کی مقدار میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس کے ہر ایک خاوند کے نطفہ سے ایک ایک لڑکا بھی پیدا ہوگا۔ تاکہ اس اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہتی کہ کہوں ایک خاوند کے نطفہ سے ایک ہی لڑکا ہوا۔ اور کس لئے کم و بیش پیدا نہ ہوئے۔ اس مضحکہ انگیز خیال پر تو یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ اضافہ کنندہ نے تولید کے متعلق قضا و قدر اور درویدی کی بطن پر ایک ہر لگاوی۔ درویدی کے بیٹوں کے متعلق ایک اور بات جو قابل غور ہے یہ ہے کہ اس بات کی تمیز کیونکر ہوئی۔ کہ کونسا لڑکا کس خاوند کا ہے۔ کیونکہ درویدی بموجب موجودہ مہاجرت کے اور حسب ہدایت نارومنی کے ہر خاوند کے پاس باری باری سے سترون رہا کرتی تھی۔ اگر وہ ہر خاوند کے پاس ایک ایک سال رہتی۔ تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ اور پھر یہ بات بخوبی سمجھ میں آ جاتی۔ کہ فلاں لڑکا بدھشٹر کا ہے فلاں آرجن کا اور فلاں فلاں خاوند کا۔ مگر موجودہ صورت میں تو اس امر کا فیصلہ محال ہے۔ کہ کونسا فرزند کس خاوند سے پیدا ہوا۔ رہی شہادت اور صورت سو اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ جس لڑکے کی صورت جس شخص سے ملتی ہو۔ وہ اسی کا نطفہ قرار دیا جائے۔ اگرچہ مہاجرت میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تاہم بعض اشخاص کے دل میں یہ مبالغہ امیر خیال سمایا ہوا ہے۔ کہ لڑکوں اور پاندوں کی شکل آپس میں ملتی جلتی تھی۔ اسلئے جب

ہم اس پہلو پر بھی غور کرتے ہیں۔ تو سائنس۔ فلسفہ اور قانون قدرت سے اس امر کی کافی سے زیادہ شہادت ملتی ہے۔ کہ حاملہ کا جس شخص یا جس نسل کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ یا شخص کا سایہ ایلم حمل میں اس پر پڑ جاتا ہے۔ سچہ اسی کی شکل کا پیدا ہوتا ہے۔ اس میں شبہ کو مطلق گنجائش نہیں ہے۔ کہ زیادہ تر سچے باپ یا ماں کے اوپر نہیں جاتے بلکہ بلکہ بھائی۔ بہن۔ چھوٹے۔ خالہ۔ ماموں۔ دادی۔ دادا۔ نانا۔ وغیرہ کی شکل پر جاتے ہیں +

ایک دوسری بات جو اس خیال کی تائید کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ پانچویں بیٹے صرف ایک ہی باپ کے تطفہ سے تھے۔ یہ ہے۔ ایسے بچوں کے نام قریباً ملتے جلتے ہوتے ہیں۔ اور یہ بات دروپدی کے لڑکوں کے ناموں صریح طور پر پائی جاتی ہے۔ نام یہ ہیں :-

پرت بند۔ ست سوہ۔ سرت کرٹ۔ پرت کرنا۔ ستانیک۔ اب ان کے مقابلہ میں پانچویں پانڈوں کے اور لڑکوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر ناظرین بلا تامل کہ اٹھینگے۔ کہ ہمارا خیال اور ہماری رائے بالکل درست ہے۔ یہ ہشتر کا بیٹا یودھا بھیم کے بیٹے کھو کھیا کھوٹ کچھ۔ گندھنا۔ نکل کا بیٹا۔ نرمتر۔ سمدیو کا بیٹا۔ سوہتر ارجن کے کے بیٹے۔ بیر باہن۔ ابھمن +

دروپدی اور پانڈوں کے باہمی تعلقات کی تفتیش کرنے میں جہاں تک دلائل اور واقعات مدد دیتی ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دروپدی صرف ارجن ہی کی استری تھی۔ نہ کہ پانچویں کی مشترکہ بیوی۔ کیونکہ جس قدر گرو اور پھیلاد کے ساتھ ظاہری و باطنی تعلقات کی شہادت جابجا ملاحظہ کے اور ارجن کے حق میں دیتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کا عشر عشر بھی دوسرے بھائیوں کے حق میں نہیں۔ اگرچہ شرط مہیہ کو جو بنات خود اس امر کی کافی شہادت ہے۔ کہ جسے میدان شجاعت میں

اپنی بے نظیر دلاوری کا ثبوت دے کر بڑے بڑے منچلے اور شور پیروں کو حیرت غرق کر دیا تھا۔ لاریب وہی دروپدی کا شوہر ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اس واقعہ کو بے وقعت بنانے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے بہت کچھ جدوجہد کی گئی ہے۔ تاہم مہابھارت کے دیگر واقعات ایک سے ایک بڑھ کر پیش قدمی کرتا ہوا زبان حال سے پکار پکار کر یقین دلا رہا ہے۔ کہ دروپدی صرف آرجن کی استری تھی۔ ان جملہ واقعات سے قطع نظر کر کے جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اگر اس ایک ہی واقعہ پر غور کیا جائے۔ اور اسے میزانِ نقل کے ترازو پر تولی جائے۔ تو یقین واثق ہے۔ کہ کوئی بھی اہل عقل اس بات کو تسلیم کرنے سے عذر نہ کریگا۔ کہ دروپدی صرف آرجن ہی کی استری تھی۔ چنانچہ جس وقت آرجن ششتر دیا سیکھنے کے لئے اندر کے پاس جانے لگا۔ تو دروپدی نے اس کا دامن پکڑ کر کہا اگر آپ اندر کی محفل میں جا کر وہیں کے ہو رہے۔ تو پھر دوسرا کون ہے۔ جو میرا انتقام کروں سے لیگا ہے اس واقعہ سے صاف عیاں ہو رہا ہے۔ کہ اگر دروپدی پانچوں کی مشترکہ بیوی ہوتی۔ تو بدھشٹر اور دیگر پانڈوں کے مقابلہ میں آرجن کا دامن پکڑ کر ایسا ہرگز نہ کہتی۔ کہنا تو درکنار رہا۔ وہ اس کی پرواہ ہی نہ کرتی۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتی تھی۔ کہ بدھشٹر وہ شخص ہے۔ جس کے زیر فرمان کئی ایک شاہ نور دلاور اہل والیاں ملک موجود ہیں۔ اور جو بڑی آسانی سے کوروں سے میرا انتقام لے سکتا ہے +

اگر معترض کہیں۔ کہ چونکہ آرجن فن سپاہ گری میں یتلئے روزگار تھا۔ بے مثال۔ اس لئے دروپدی اس کا دامن پکڑ کر اس طرح کہنا کچھ بیجا نہ تھا بیشک معترض صاحب کے اس اعتراض کو ہم مان لیتے۔ بشرطیکہ آرجن کے برابر کا کوئی دوسرا شخص وہاں دکھائی نہ دیتا۔ لیکن جس حالت میں بھیم۔ نل۔ سہدیو۔ وشنو۔ دوسن اور ساتک وغیرہ بہت سے دلاور موجود

تھے۔ جو کہ فن حرب میں ارجن سے بڑھ چڑھ کر دسترس رکھتے۔ اور بدھما بہتر تھے۔ اور دروپدی یہ بھی جانتی تھی۔ کہ ارجن صرف ششتر و دیا سیکھنے کے لئے جاتا ہے۔ تو یہ امر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ اعتراض کہاں تک ٹھیک ہو سکتا۔ اور چشم قبولیت میں وقعت حاصل کر سکتا ہے +

اگر ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے اور ٹھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیں۔ کہ وہ پانچوں کی مشترکہ بیوی تھی۔ تو ایسی حالت میں وہ ضرور بدھشتر سے اس امر کی شکایت کرتی۔ اور کہتی۔ کہ ارجن کو جانے نہ دیجئے۔ وہ دیدہ دانستہ اس وقت کوروں کے مقابلہ سے آٹکھ چراتا ہے۔ کیونکہ بموجب قول مصنف موجودہ مہا بھارت کے دروپدی بدھشتر کی چاہتی بیوی تھی۔ اور وہ بمقابلہ دوسرے بھائیوں کے ممتاز اور ایسا شخص تھا۔ جس کی حکم عدولی ان میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن نہ تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دروپدی نے ایسا کہا۔ اور نہ یہ سمجھ میں آتا ہے۔ کہ کیوں دروپدی نے ایسا کیا۔ اور سب پر ارجن کو فوقیت دی۔ پس اس بات کی تہ کو پہنچنے کے لئے اگر ہم خدا بھی اپنے خیالات کو وسیع کر کے اور عقل حق بین کے ساتھ ایک بچی برتا استری اور خاوند کے تعلقات پر دچا کر دیں۔ تو لا محالہ اور بے تکلف یہ کہنا پڑیگا۔ کہ ایک بچی برتا کبھی بھی دوسرے شخص پر اس قدر بھروسہ اور اعتبار نہ کریگی۔ جیسا کہ وہ اپنے خاوند پر رکھتی ہے۔ خواہ اس کا خاوند کیسا ہی کمزور اور نکمٹا اور ہزدل کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ بذات خود اس پر کسی کو بھی ترجیح نہ دیگی۔ اور بجز اپنے خاوند کے دوسرے کو اپنا غمگسار اور ہمدرد تصور نہ کریگی۔ اور نہ ہی سوائے اپنے خاوند کے حقے المقدور دوسرے کسی کے پاس رہنا گوارا کریگی۔ اگرچہ ارجن اور دروپدی کی نسبت ان سب باتوں کی تصدیق میں ہم بہت

سے واقعات نذر ناظرین کر چکے ہیں۔ اور علاوہ ان کے اور بھی بہت سی شہادتیں دے سکتے ہیں۔ جو بخون طوالت درج نہیں کی جاتیں۔ لیکن تاہم مزید اطمینان کے لئے ہم ایک اور واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے اس بات کا بخوبی پتا ملتا ہے۔ کہ درویدی ارجن کی ایک چاہتی بیوی تھی۔ اس کو اس کی جدائی نہایت ہی گراں اور تکلف دہنہا کرتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ اس کا اپنی آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ جس وقت ارجن اور سری کرشن موسم بہار میں کھانڈ پربت کے جنگل کو جانے لگے۔ تو بھدرا کو ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار دیکھ کر درویدی سے بھی نہ رہا گیا اور اس نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ دیکھو مہابھارت انگریزی ترجمہ پر تاب چندر رائے صفحہ ۶۱۹ آدی پر یہ واقعہ ہمارے تمام رہے سے مشکوک کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا سوہاگہ سونے کو کیونکہ اگر درویدی پانچوں کی مشترکہ بیوی ہوتی۔ تو وہ کس طرح یدھنیشٹر پر ارجن کو ترجیح دیتی اور اس کے ساتھ جانے کی جرات کرتی +

اگر معترض کہیں۔ کہ شاید اُس وقت درویدی ارجن کی نوبت میں ہو۔ بیشک یہ اعتراض کسی قدر مغالطہ میں ڈالنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن نہیں واقعات اس پر روشنی نہیں ڈالتے۔ اور نہ ہی اس بات کا مہابھارت میں کہیں بھی ثبوت ملتا ہے۔ کہ درویدی نے سوائے ارجن کے کسی دوسرے کے ساتھ اس قسم کا ہتناؤ کیا۔ یا اس سے کسی کے ساتھ اس طرح جانے اور الگ رہنے کی جرات کی ہو۔ یا جس سے اس کی دلی محبت کی بو آتی ہو۔ اس موقع پر ہم بھدرا کے وہ الفاظ جو اس نے شادی ہونے کے بعد پہلے روز جس وقت وہ رات اس میں داخل ہوئی تھی۔ درویدی سے کہے تھے۔ اور جو اس امر کی بخوبی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ کہ درویدی صرف ارجن کی ہی استری تھی۔ اپنے دعوے کی تائید

میں پیش کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ جب بھدرا نے محلوں میں قدم رکھا تو اس نے درویدی کے پاؤں پر سر رکھ کر نہایت عجز انگسا کے ساتھ کہا۔
 ”بھو! مجھ پر نظر عنایت رکھنا۔ میں آپ کی واسی ہوں۔“ اب انصاف طلب
 یہ امر ہے۔ کہ اگر دروید سب کی مشترکہ بیوی تھی۔ تو کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ
 بھدرا جیسے سری کرشن جی کی ہمیشہ ہونے والے کا خضر تھا۔ اس طرح
 کے عاجزانہ کلمات زبان سے نکالتی۔ دیکھو انگریزی مہابھارت مترجمہ
 پر تاب چندر رائے آدی پر ب صفحہ ۶۰۹ +

اگر معترض کہیں چونکہ درویدی بدھشٹر کی چاہتی بیوی تھی۔ اور
 وہ سب کا سرتاج تھا۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بھدرا ان بدھشٹر کا پہلو
 میکر ایسا کہا ہو۔ ہم اس کو تسلیم کر لیتے۔ بشرطیکہ نکل۔ سہیو۔ بھیم کی رانی
 بھی درویدی سے اسی طرح سے پیش آئیں۔ لیکن سولے بھدرا کے اور کسی
 کی بابت مہابھارت ایسی شہادت نہیں دیتی۔ اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ
 درویدی کو اس نے بڑی اور اپنی سوت سمجھ کر اس طرح کا سلوک کیا۔ ان
 سب مذکورہ صدر دلائل اور واقعات مد نظر رکھتے ہوئے ہم نہایت یقین
 اور جرات کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ درویدی صرف ارجن ہی کی استری
 تھی۔ کیونکہ شوہر اور زوجہ کے تعلقات مابین الاھیاز اور بالاختصاص جیسے
 کہ ارجن اور درویدی کے ظاہر ہوتے ہیں وہ دوسرے بھائیوں کے ساتھ
 ہرگز نہیں ہیں۔ پس ان سب واقعات کی موجودگی بھی کیوں نہ تسلیم کر
 جائے۔ کہ دوسرے بھائیوں کا الزام اس کو محض اس لئے لگایا جاتا ہے۔
 کہ پانچویں پانڈوں میں اس قدر اتحاد و اتفاق تھا۔ کہ ان بغاوت نلم کو
 نہ تھی۔ وہ تین من دھن سے ایک دوسرے پر جان بچھاؤ کرنے کو ہر وقت
 تیار رہتے تھے۔ اور درویدی ان سب کی کل لانیوں سے زیادہ سلیقہ سمار
 اور لائق تھی۔ اور فرائض خانہ داری کو سب سے اچھی طرح ادا کر سکتی تھی
 اس لئے وہ دوسری رانیوں کے مقابلہ میں زیادہ ممتاز ہو گئی۔ اور کھر کی کرتا

دھرتا مان جانے لگی۔ اور دوسری رانیاں اس کے سامنے گناہی میں پڑ گئیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر لوگوں نے اصلیت پر ذرا بھی دھار نہ کرتے ہوئے اودیا کے کارن اسے مشترکہ بیوی سمجھ لیا۔ جو بالکل ٹھکن اور عقل سے بعید بلکہ قیاس سے بھی دور ہے +

بھلا خود کیجئے۔ کہ بیچاری درویدی کا ایک پارہ دل کیونکہ پانچ بھائیوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس حالت میں جبکہ ہر ایک کے گھر میں علیحدہ علیحدہ ایک ایک دو بیویاں موجود تھیں کیونکہ اس قابل ہو سکتی ہیں۔ کہ اپنے لئے سب کے دل میں شرف قبولیت حاصل کرے۔ اور دنیا اسے حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ یا ان پڑوں یا عالموں کی جنہوں نے درویدی کو پتی بڑتا تسلیم کر کے اس کے پتی بڑتا ہونے کی شہادت ہمارے گرتھوں میں جا بجا دی ہے۔ یہ کہا جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔ اور اس ڈکی الطبع عالم کے اس شعر کی داد نہ دی جائے۔

ہم معتقد دعوتے باطل نہیں ہوتے

پہلو میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

نہایت افسوس اور شوگ کا مقام ہے۔ کہ عقل سلیم رکھتے سوچتے اور سمجھتے ہوئے بھی ہم لکیر کے فقیر بنے ہوئے یہی مان رہے ہیں۔ کہ درویدی سب کی مشترکہ بیوی تھی۔ اور اس بات پر ذرا دھار نہیں کرتے کہ شرط سویمبر کیا تھی۔ اور دروید کا ایسی کڑی شرط قائم کرنے سے کیا مدعا تھا۔ اور بدھشٹر جیسا دودان اور دھرم کا مجسم اتنا کیونکر ایسی معیوب بات کو جو خلافت احکام وید شاستر اور رواج ملک کے تھی۔ سویکار کر سکتا تھا۔ شوگ۔ شوگ +

اپنا فرض منصبی سمجھ کر جہاں تک ہمارے امکان ہیں تھا۔ اور غرض نے تحقیقات کرنے میں ہماری رہبری کی۔ اور اس پوتر اور شدہ آقا ویدی

کے واقعات نے روشنی ڈالی۔ یہی ثابت ہوا۔ کہ وہ صرف آجہن جی کی
استری تھی۔ اور مشترکہ بیوی ہونے کا الزام جو اس پر لگایا جاتا ہے
محض اس کا یہ سبب ہے۔ کہ اس نے بات کا نمونہ بن کر دکھلا
دیا تھا۔ کہ ایک مشترکہ خاندان کی خاتون کے کیا فرائض ہیں اور کس
طرح اسے سارے خاندان کی خاتون کے کیا فرائض ہیں۔ اور کس طرح
اسے سارے خاندان کو ایک ہی محبت اور پیار کی زنجیر سے جکڑ کر
عظام کی نظروں میں باعث فخر اور عزت بنانا چاہیے۔ افسوس کہ اس
کی بے نظیر اور اعلیٰ درجے کی پاک زندگی ادویا کے کارن (لا علمی کے
باعث) اٹھیک منشی بنواری محل صاحب شعلہ کے اس شعر کا مصداق
ثابت ہوئی ہے۔ شعر ۵

اپنے ہاتھوں ہے بلا لائی ہوئی
میری خوبی میری رسوائی ہوئی

ملک و قوم کا خادم

ٹھاکر سکھرام داس چوہان

نیمبر راجپوت گزٹ لاہور

۳۰۔ ستمبر ۱۹۰۶ء

مصنف ہنومان جی کا جیون چتر و مکمل واقعات ماہارت